ستمبر
2020ء

حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ ۝٥ (القرآن:54)

1442 ہجری
نیا اسلامی سال مبارک

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 14 | وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران) | محرم : 1442ھ

شمارہ : 09 | اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر) | ستمبر : 2020ء

ISSN : 2305-6231

ماہنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت
- ڈاکٹر طالب حسین سیال
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- انجینئر عبداللہ اسماعیل
- محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت: مفتی عطاء الرحمٰن

انتظامی امور: ملک نذر حسین

قانونی مشاورت:
محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ
چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندورنِ ملک 800 روپے	معمول کا شمارہ 50 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ
لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر
پاکستان پوسٹ کوڈ 35200
047-7630861-0336-6775861

Web site:
www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net

Email: hikmatbaalgha@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی
طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْکَلِمَۃُ الْحِکْمَۃُ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَ ھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر مختار فاروقی	6
ظہورِ دجال، علاماتِ قیامت(2)	4	انجینئر مختار فاروقی	13
ایران اور چین 'تزویراتی شراکت' کا معاہدہ	5	جنرل مرزا اسلم بیگ	34
اقبال جسے ہم نے فراموش کر دیا	6	ڈاکٹر طاہر حمید تنولی	38
فتنۂ تصویر کی پذیرائی ایک المیہ	7	مولانا عبدالقیوم حقانی	42
کشمیر لہو لہو۔خون مسلم ارزاں کیوں!......	8	محمد منظور انور	45
شہید بحالیٔ خلافت سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما	9	عابد محمود قریشی	50
مدیر کے نام	10		59
تبصرہ وتعارف کتب	11		62

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

سورۃ البقرۃ (02)	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ	آیات 109-112

وَدَّ کَثِیۡرٌ مِّنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ

بہت سے اہل کتاب یہ چاہتے ہیں کہ

لَوۡ یَرُدُّوۡنَکُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ اِیۡمَانِکُمۡ کُفَّارًا

ایمان لا چکنے کے بعد تم کو پھر کافر بنا دیں،

حَسَدًا مِّنۡ عِنۡدِ اَنۡفُسِہِمۡ

(یہ) ان کے دلوں میں جلن کی وجہ سے (ہے)

مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُمُ الۡحَقُّ

حالانکہ ان پر حق ظاہر ہو چکا ہے

فَاعۡفُوۡا وَ اصۡفَحُوۡا حَتّٰی یَاۡتِیَ اللّٰہُ بِاَمۡرِہٖ

تو تم معاف کردو اور درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا (اگلا) حکم بھیجے

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۱۰۹﴾

بے شک اللہ ہر بات پر قادر ہے

وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ

اورنماز ادا کرتے رہو اور زکٰوۃ دیتے رہو

وَمَا تُقَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ تَجِدُوۡہُ عِنۡدَ اللّٰہِ

اور جو بھلائی اپنے لیے آگے بھیج رکھو گے اس کو اللہ کے ہاں پالو گے

اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ﴿۱۱۰﴾

کچھ شک نہیں اللہ تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہے

وَقَالُوۡا لَنۡ یَّدۡخُلَ الۡجَنَّۃَ اِلَّا مَنۡ کَانَ ہُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی

اور (یہودی اور عیسائی) کہتے ہیں کہ

یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جانے کا

تِلۡکَ اَمَانِیُّہُمۡ

یہ ان لوگوں کے باطل خیالات ہیں

قُلۡ ہَاتُوۡا بُرۡہَانَکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے) کہہ دو: اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو

بَلٰی مَنۡ اَسۡلَمَ وَجۡہَہٗ لِلّٰہِ وَہُوَ مُحۡسِنٌ

ہاں جو شخص اللہ کے آگے سر تسلیم خم کردے (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیکوکار بھی ہو

فَلَہٗۤ اَجۡرُہٗ عِنۡدَ رَبِّہٖ

تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس (محفوظ) ہے

وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴿۱۱۲﴾

اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن)

نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم

قَالَ النَّبِىُّ صلی اللہ علیہ وسلم

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَظْهَرَ ثَلَاثُوْنَ دَجَّالُوْنَ

قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال ظاہر ہوں گے

كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے،

وَ يَفِيْضَ الْمَالُ فَيَكْثُرَ

اور مال و دولت کی ریل پیل ہوگی تو وہ زیادہ ہو جائے گا،

وَ تَظْهَرَ الْفِتَنُ ، وَ يَكْثُرَ الْهَرْجُ

اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی

قَالَ: قِيلَ: أَيُّمَا الْهَرْجُ؟

کسی نے پوچھا: ہرج سے کیا مراد ہے؟

قَالَ: اَلْقَتْلُ اَلْقَتْلُ ثَلَاثًا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: قتل، قتل (وغارت گری)

(مسند احمد، عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ)

زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزُو

انجینئر مختار فاروقی

1

شعائرِ اسلام اور کرونا وائرس کلچر

گزشتہ ماہِ جولائی 2020ء میں اسلامی مہینہ ذوالحجہ کا آغاز ہوا اور پاکستان میں یکم اگست بروز ہفتہ کو عید الاضحیٰ منائی گئی۔ پاکستان سے لے کر سعودی عرب تک عید کے روایتی ماحول اور 'قربانی کلچر' کو جس طرح دبانے کے لیے بالارادہ اور شعوری کوشش کی گئی وہ مسلمانوں کے لیے شدید لمحہ فکریہ ہے۔ نمازوں میں صف بندی، مل کر کھڑے ہونا، سلام، دعا، ہاتھ ملانا تو چند ماہ سے عنقا ہے جس کا اثر نئی نسل پر بہت گہرا ہے۔ عید کے موقع مسلمانوں کا گھروں میں جانور ذبح کرنا ایک اسلامی، مذہبی اور نفسیاتی تربیت کا حصہ سمجھا جاتا ہے، ONLINE قربانی کو فروغ دینا اس جذبے کو زائل کرنا ہے۔ پہلے ہی ایک طبقہ یوں لاکھوں جانوروں کی قربانی کو فضول، رقم کا ضیاع اور 'بے رحمی' شمار کرتا ہے اور اس کا پرچار کر رہا ہے مگر کرونا وائرس کے نتیجے میں اس فکر کو آگے بڑھایا جا رہا ہے، ایک ONLINE کلچر آ رہا ہے، صد افسوس کہ جس سے ہماری نئی نسل میں قربانی کے جانور اور قربانی سے متعلق ساری جذباتی وابستگی قصّہ ماضی ہو جائے گی اور عالمی طاقتوں کا مسلمانوں کو دین سے دور رکھنے کا ایجنڈا پورا ہونے کے قریب ہو جائے گا۔

نقد رقم اور کیش کی بجائے ONLINE BANKING کو رواج دیا جا رہا ہے (جو یقیناً

عالمی بینکرز کی سوچ کا حصہ ہے جس سے نقد رقوم کے لیے نوٹوں کی چھپائی پر جو کثیر رقم خرچ ہوتی ہے اور پھر اس رقم کے ضیاع اور چوری وغیرہ کا ڈر رہتا ہے اس کو بنیاد بنا کر CREDIT CARD کے ذریعے خریداری اور ادائیگی (PAYMENT) کو فروغ دیا جا رہا ہے اور یوں بالواسطہ عالمی معیشت پر ایک صہیونی طبقہ اپنی گرفت پہلے سے زیادہ مضبوط بنانے کے عمل کو آگے بڑھا رہا ہے جس سے ایک عام انسان کی رگِ جان پر بینکرز کا پنجہ (گرفت) مضبوط ہو رہا ہے۔ علامہ اقبال نے فکری اور معاشی لحاظ سے یورپی اقوام پر یہود (بنی اسرائیلی اور 13th TRIBE) کی سودی گرفت کے بارے میں سود پر مبنی بینکنگ نظام کو ''ایں بنوک'' *ایں فکر چالاک یہود'' کہا تھا اور ساتھ فرمایا تھا: ع فرنگ کی رگِ جاں پنجۂ یہود میں ہے۔

گویا سودی معیشت کے نتیجے میں یورپی اقوام کی شہ رگ پنجہ یہود میں ہے وہ جب چاہیں جس قوم کا گلہ دبا دیں۔ *(بینک کی جمع بنوک)

کرونا وائرس کی 'بیماری' کے ماحول میں اس یہودی گرفت کو اور زیادہ نوٹوں کو بھی بے شمار ہاتھوں میں سے گزرنا پڑتا ہے جس سے وائرس پھیلنے کا خدشہ ہے لہٰذا PAPER CURRENCY کو کم سے کم کرنے کے لیے BANK CARD کے لیے خریداری کو فروغ دینے کو عام کر دیا جائے تاکہ بینک دیوالیہ ہونے کی صورت میں بینک کارڈ کے مالک کے پاس صرف کارڈ ہی رہ جائے گا۔ رقم ختم۔

اسی کرونا وائرس کے ماحول میں انسانی مداخلت کم کرنے کے بہانے بے شمار جگہوں پر روبوٹس (ROBOTS) یعنی مشینی انسانوں کو استعمال کیا جائے گا یعنی انسانوں کی ضرورت ہی کم ہو جائے گی اور فالتو انسانوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ مغربی تصور میں مغربی بالا دستی کے لیے اڑھائی تین ارب انسان (تمام نظریاتی باعمل مسلمان) ختم کر دیے جائیں تو دنیا میں مغربی ابلیسی صہیونی ایجنڈے کے لیے کوئی خطرہ نہیں رہے گا اور مغربی بے حیا، حیوانی، ابلیسی تہذیب ہمیشہ برقرار رہے گی یہ تہذیبی برتری کا احساس قرآن مجید (63:20) کے نزدیک فرعون کو بھی تھا اور کئی دیگر قومیں بھی اس خیال کا شکار ہوئیں مگر دست فطرت کے ردِّعمل سے نیست و نابود ہو گئیں۔

2

کسی ملک میں کرونا وائرس کے پھیلنے یا ختم ہو جانے کا معیار

دو خبریں پڑھ کر خود فیصلہ کر لیجیے

(ا) اردو نیوز ڈاٹ کام (urdunews.com) مشرق وسطیٰ اور عرب ممالک میں اردو دان طبقات کے لیے ایک معروف خبر رساں ادارہ ہے جو کئی سال سے کام کر رہا ہے اور ترقی پذیر ہے اس کی ایک خبر نظر سے گزری۔ ایڈریس یہ ہے: www.urdunews.com/node/498311

ترکی میں آیا صوفیہ جو ایک چرچ تھا اور 1453ء میں سلطان محمد فاتح کے ہاتھوں قسطنطنیہ کی فتح سے قبضے میں آنے کے بعد اس کو مسجد (عبادت گاہ) میں بدل دیا گیا تھا پھر 1924ء میں عثمانی سلطنت کے خاتمے کے بعد مغربی صہیونی ایجنٹ مصطفیٰ کمال اتاترک نے اسے ایک عدالتی فیصلے پر عجائب گھر بنا دیا تھا۔ ترکی کی حالیہ حکومت نے اس کو دوبارہ مسجد میں تبدیل کر دیا ہے۔ 'مسجد' کا نام ہی مغربی دماغوں کے لیے عجائب گھر (میوزیم) سے زیادہ خوفناک ہے لہٰذا یہ ترکی حکومت کا آیا صوفیہ کو دوبارہ مسجد میں بدلنے کا فیصلہ اور اس کو CELEBRATE کرنے کا عمل مغربی صہیونی دماغوں کو یکسر پسند نہیں آیا بلکہ غصہ دلانے والا ہے۔ مغربی ذہن کا تبصرہ اس خبر میں پڑھیے۔

خبر کا متن درج ذیل ہے اور ساتھ نیچے دو فوٹو دیے گئے ہیں جن میں ڈسپلن کے ساتھ سینکڑوں آدمی کرونا SOPs کے مطابق بیٹھے ہیں۔

''آیا صوفیہ کے افتتاح کے بعد کورونا کیسز میں اضافہ

ترکی کے تاریخی ورثہ آیا صوفیہ میں نمازوں کا سلسلہ شروع ہونے سے وہاں کورونا وائرس کے نئے کیسز میں اضافہ ہوا ہے۔ عرب نیوز میں شائع ہونے والی رپورٹ میں واضح کیا گیا ہے کہ وزارت صحت کے ذمہ دار افراد کے مطابق استنبول میں آیا صوفیہ کو مسجد کا درجہ دیے جانے کے بعد نمازوں کے لیے جو افراد آئے انہوں نے کورونا وائرس سے بچاؤ کے حفاظتی اقدامات پر سختی سے عمل نہیں کیا۔ واضح رہے کہ 24 جولائی کو نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے تقریباً ساڑھے تین لاکھ افراد آیا صوفیہ کی تاریخی عمارت میں اور اس کے ارد گرد اکٹھے ہوئے تھے۔ کئی عشروں سے عجائب گھر کی حیثیت رکھنے والے اس تاریخی ورثہ کو عدالت کی جانب سے دوبارہ مسجد کا درجہ دے دیا گیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے پارلیمنٹیرین اور صحافیوں سمیت مسجد

کے اندر آئے 500 مہمانوں میں سے کچھ میں کورونا وائرس کے مثبت اثرات پائے گئے ہیں، ان افراد نے سماجی فاصلے اور ماسک لگانے پر سختی سے عمل نہیں کیا تھا۔ عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے فوراً بعد ہی یہاں کورونا وائرس کے نئے کیسز کی تعداد بڑھنے لگی ہے جو کہ ایک ہزار یومیہ سے تجاوز کر رہی ہے۔ عرب نیوز سے رابطہ کرنے والے ترکی میں صحت سے متعلقہ افراد کا کہنا ہے کہ کورونا وائرس میں مبتلا افراد کی تعداد میں گزشتہ مہینے سے اضافہ ہوا ہے اور احتیاطی تدابیر کے بغیر آیا صوفیہ مسجد میں افتتاحی تقریب بھی اس کی ایک وجہ ہے۔ ایک ڈاکٹر جس نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے پر عرب نیوز کو بتایا کہ آیا صوفیہ مسجد کی افتتاحی تقریب کے بعد سے ہم نے سیاست دانوں میں بہت سے کورونا کیسز کے بارے میں بھی سنا ہے۔ وہ اپنی صحت کو یقینی بنانے کے لیے ہر تین دن میں باقاعدہ سکریننگ کراتے ہیں۔ وسطی اناطولیہ کے صوبہ سیواس کے ہسپتال میں کام کرنے والے ڈاکٹر نے مزید کہا کہ اگر عام شہریوں کے بھی اس طرح ٹیسٹ لیے جائیں تو ممکن ہے کورونا وائرس کے کیسز کی شرح میں اضافہ ہو۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اگر ایس او پیز پر سختی سے عمل نہ کیا گیا تو ہسپتال میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوگا جو انفیکشن کا شکار نہ ہو یہاں تک کہ طبی عملے کی بھی کمی ہوسکتی ہے جو یا تو ملازمت سے استعفا دے دیں گے یا کورونا وائرس کا شکار ہو جائیں گے۔ پٹسبرگ کے اسکول آف میڈیسن میں امراضِ قلب کے ایک اسسٹنٹ پروفیسر ڈاکٹر ارگن کوسلڈریم نے عرب نیوز کو بتایا کہ آیا صوفیہ کی افتتاحی تقریب میں مدعو کیے گئے افراد کی لمبی فہرست تھی جس میں پوپ فرانسس سمیت عیسائی اور مسلم دنیا کے رہنما بھی شامل تھے۔ ایسا لگتا ہے کہ ان رہنماؤں نے تو تقریب میں شرکت نہیں کی لیکن کورونا وائرس اس میں ضرور شریک ہوگیا۔ ڈاکٹر ارگن کوسلڈریم نے مزید بتایا کہ ترک صدر رجب طیب اردگان کی آیا صوفیہ آمد کے موقع پر بہت زیادہ ہجوم کی وجہ سے سماجی فاصلے کے قواعد کو برقرار رکھنا مشکل تھا۔ وہاں بہت سے ایسے افراد موجود تھے جو صدر طیب اردگان کی ایک جھلک دیکھنا یا ان کے ساتھ تصویر کھنچوانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مجھے یقین ہے کہ ان تصاویر نے صحت سے متعلق بہت سارے پیشہ ور افراد کو پریشان کیا ہوگا جنہوں نے کئی مہینوں سے کورونا وائرس کی وبا پر قابو پانے کے لیے انتھک کوششیں کی ہیں۔ صحت کے شعبہ سے متعلق افراد نے خبردار کیا ہے کہ جون کے آغاز سے اناطولیہ کے متعدد علاقوں میں کورونا وائرس کے کیسز میں اضافہ ہوا تھا جب یہاں پر کچھ اقدامات میں نرمی کی گئی تھی اور سفری سہولیات کے ساتھ ساتھ شادیوں کی تقریبات کی اجازت دی گئی۔ ترک میڈیکل ایسوسی ایشن (ٹی ٹی بی) اور شعبہ صحت کے کچھ افراد کی جانب سے یومیہ کیسز کی سرکاری اطلاعات کو متنازعہ قرار دیا گیا ہے اور دعوی کیا گیا ہے کہ یہ تعداد تین ہزار کیسز روزانہ سے زیادہ ہے۔

وزارت صحت کی جانب سے سیاحت اور معاشی سرگرمیوں کو معمول پر لانے کے لیے نرمی کرنے

اور قریبی رشتہ داروں کے مابین بغیر سماجی فاصلے کے رابطے کی اجازت کے طریقہ کار پر تنقید کی گئی ہے۔

اس خبر کے متن سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عالمی سطح پر صہیونی کارپردازوں کی مرضی (AGENDA) کے خلاف چلو گے تو کرونا وبا بڑھے گی۔

(ب) دوسری خبر کا تعلق ہمارے وطن عزیز پاکستان سے ہے جس سے ہم سب براہ راست متعلق ہیں اور ہمارا آنکھوں دیکھا معاملہ ہے۔

یاد رہے کہ الحمد للہ ہماری حکومت کی شبانہ روز محنت اور بعض ترش احکامات کے بعد اب حکومت نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں کرونا CASES دن بدن کم ہو رہے ہیں اور پاکستان میں کرونا کا پھیلاؤ رُک گیا ہے۔ مختلف قریبی اور دوست ممالک اور عالمی رہنماؤں کی طرف سے مبارک بادیں اور تہنیتی پیغامات کے سلسلے جاری ہیں۔

اس پس منظر میں عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد خبر آئی (روزنامہ 92 نیوز، 8 اگست 2020ء E پیپر)

چند ٹکوں کے عوض تاریخی مسجد وزیر خان کا تقدس پامال، فلم کی شوٹنگ، گانے پر رقص

نجی پروڈکشن ادارے نے فلم قبول کی شوٹنگ کیلئے انتظامیہ کو درخواست دی، مسجد کا تقدس برقرار رکھنے کی شرائط پر اجازت مل گئی

مسجد وزیر خان میں ریکارڈنگ کے دوران تمام قواعد وضوابط پامال، قابل اعتراض عکس بندی ہوتی رہی، منیجر، خطیب اور عملے نے نوٹس نہ لیا

92 نیوز کے معاملہ اٹھانے پر سیکرٹری اوقاف ڈاکٹر ارشاد احمد کا نوٹس، ڈی جی مذہبی امور کو ذمہ داران کیخلاف کارروائی کا حکم

لاہور (قاضی ندیم اقبال) اوقاف حکام کی ناک تلے تاریخی مسجد وزیر خان ڈانسنگ فلور میں تبدیل ہوگئی، منیجر سرکل 4 لاہور اوران کے عملے نے کسی کو بھی قواعد وضوابط کے برعکس ہونے والے غیر شرعی اقدام سے روکنا مناسب نہیں سمجھا، جبکہ مسجد وزیر خان کے خطیب نے بھی اس حوالے سے زونل خطیب، صوبائی خطیب یا ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور پنجاب کو رپورٹ کرنا گوارہ نہیں کیا 92 نیوز کی نشاندہی پر سیکرٹری اوقاف ڈاکٹر ارشاد احمد نے ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور پنجاب ڈاکٹر طاہر رضا بخاری کو کارروائی کی ہدایت کردی۔ ذرائع کے مطابق مسجد وزیر خان لاہور کے تاریخی اور مغلیہ دور کے نادر معروف مقامات میں سے ایک ہے، ایک نجی پروڈکشن ادارے کے لائن پروڈیوسر نے 21 جولائی کو سیکرٹری اوقاف سے تحریری درخواست کی کہ انہیں شارٹ فلم قبول کی شوٹنگ کی اجازت دی جائے، بعدازاں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تبلیغ وتربیت نے 27 جولائی کو زونل ایڈمنسٹریٹر لاہور کو ریکارڈنگ کا اجازت نامہ جاری کرتے ہوئے واضح کردیا کہ 30 ہزار روپے محکمانہ فیس وصول کرنے کے بعد مسجد وزیر خان میں ریکارڈنگ کی اجازت دے دی جائے، تاہم ریکارڈنگ کے حوالے سے مسجد کے تقدس کے لیے 6 قواعد وضوابط کو مدنظر رکھنا ضروری ہے، اجازت نامہ ملنے کے بعد نجی پروڈکشن کمپنی نے مسجد وزیر خان میں ریکارڈنگ کی اور وضع کیے گئے تمام قواعد وضوابط کو پامال کردیا، مسجد وزیر خان کے اندر کی جانے والی ریکارڈنگ کے دوران ایک گانے پر فنکاروں نے رقص کا سین بھی عکس بند کرایا، تاہم مسجد وزیر خان میں محکمانہ قواعد کے خلاف قابل اعتراض اور خلاف شرع عکس بندی اورایکٹنگ کرنے والوں کو منیجر سرکل چار اشتیاق احمد، سینئر کلرک ریاض احمد نے ان کو روکنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی، جبکہ مسجد وزیر خان میں ہونے والے غیر شرعی اقدام کے خلاف خطیب عبدالشکور سیالوی بھی خاموش رہے اور انہوں نے حکام کو سرے سے رپورٹ ہی نہیں کی۔ 92 نیوز کی جانب سے معاملہ سیکرٹری اوقاف ڈاکٹر ارشاد احمد کے نوٹس میں لانے پر انہوں نے ڈائریکٹر جنرل مذہبی امور پنجاب کو متعلقہ ذمہ داروں کے خلاف فوری کارروائی کرنے کی ہدایت کردی۔

یاد رہے کہ مسجد کا عملہ، محکمہ اوقاف کا عملہ، آثارِ قدیمہ کا عملہ سب (نیچے سے اوپر تک)

خاموش تماشائی بن رہے ہیں۔ نتیجے کے طور پر کلرک اور قاصد کیڈر کے افراد کے خلاف ایکشن ہوا۔ فلمی ستاروں کے بے حیائی، عریانی، رقص کو فلمانے کے مرتکب ELITE CLASS کے افراد (جن کے ہاتھ بڑے لمبے ہوتے ہیں) کے خلاف مقدمہ درج ہوا اور ساتھ ہی ضمانت بھی ہوگئی اب وہ کسی اور مذہبی مقام پر اگلے مرحلے کی SHOOTING کی تیاری کر لیں گے۔

پاکستان جیسے نظریاتی ملک میں اسلامی اقدار اور اسلامی قوانین کا جو حشر ہو رہا ہے اور فلمی دنیا، تھیٹر، ڈرامہ اور ٹی وی سے متعلق حیوانیت کے پرچار انسان نما حیوانوں (قرآن کے بیان کے مطابق کالانعام ہیں) کو جس طرح انسان دشمن، اخلاق دشمن، اسلام دشمن، وحی دشمن، خدا بیزار، وحی بیزار ایجنڈے کو آگے بڑھانے کی اجازت ہے۔ اس خبر کے عام ہونے سے جتنا زلزلہ ایوانِ وزیر اعظم اور ایوانِ وزیر اعلیٰ میں آنا چاہیے تھا کہ وہ عید کی خوشیاں بھول جاتے اور استعفاء دے دیتے مگر پاکستان میں 'سب چلتا ہے' کا راج ہے۔

یہ ماحول مغربی دماغوں اور UNO، WHO اور عالمی مالیاتی اداروں کی خواہشات، اُمنگوں، ارمانوں اور خوابوں کے چونکہ عین مطابق ہے بلکہ چند ملی گرام یا درجے زیادہ ہے اس لیے اس ملک میں کرونا ختم ہونے کا دعویٰ WHO کو قبول ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

دیں ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت   ہے ایسی تجارت میں مسلماں کو خسارہ

یا ؎

ملا کو جو ہے ہند * میں سجدے کی اجازت

ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد   *1947ء سے پہلے

افسوس کہ 2020ء میں پاکستان کے حالات کا نقشہ 80 سال قبل ہی کا ہے۔

اُن دو خبروں میں ترکی میں مغرب مرضی کے خلاف چلنے پر اور پاکستان میں عالمی صہیونی مرضی کے مطابق چلنے کا فرق ہے وہ صاف نظر آئے گا۔

روئیں تو کس کے سامنے، شکوہ کریں تو کہاں بیان دیں۔ کیا ریاست مدینہ کے خلاف بیان دیں۔ ایک ہی ممکنہ صورت ہے کہ حکمران خود سوچیں کہ وہ کہہ کیا رہے ہیں اور جا کدھر رہے ہیں بیانات کیا ہیں؟ اور عمل کیا ہے؟۔ بقول شاعر ؎

نظر سوئے دنیا، قدم سوئے مرقد   کدھر دیکھتا ہوں کدھر جا رہا ہوں

اور ؎
ایک طرز تغافل ہے سو اُن کو مبارک
اک عرضِ تمنا ہے سو ہم کرتے رہیں گے

یا بقول اقبال ؎
کیا نہیں اور غزنوی کارگہ حیات میں
بیٹھے ہیں کب سے منتظر اہل حرم کے سومنات

لاہور میں شاہی مسجد کے سامنے علامہ اقبال کو ستانے کے لیے رنجیت سنگھ کا بت نصب ہو چکا ہے اور باب الاسلام سندھ میں راجہ داہر کا بت نصب بھی زیادہ دور کی بات نہیں۔ اور یہی مغربی اور عالمی ایجنڈا ہے۔

اظہارِ تعزیت — اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ

ماہنامہ حکمت بالغہ کی مجلس مشاورت کے اعزازی رکن جناب حافظ مختار احمد گوندل گزشتہ ماہ بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ مرحوم 24 جولائی 2020ء کو لاہور میں خطابِ جمعہ کے لیے مسجد جا رہے تھے کہ ایک کار سوار کی ٹکر سے سر پر چوٹ آ گئی اور شدید زخمی ہو گئے، تین دن کومہ کی حالت میں ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد اتوار 26 جولائی 2020ء کو اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے۔ حافظ گوندل صاحب جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں۔ قصبہ سلیانہ قدیمی قصبہ ہے اور حفاظ کرام کے لیے مشہور ہے، اس کے ساتھ پیر کوٹ (سدھانہ) کا قصبہ بھی صدیوں سے اسلامی روایات کا امین رہا ہے۔ سندھ میں پیر پگارا صاحب کا آبائی گاؤں پیر جو گوٹھ بھی اسلامی روایات کا حامل ہے، تحریک شہیدین کے مجاہدین جو سندھ سے گزرے تھے وہ اسی قصبے میں پیر جو گوٹھ کے اکابرین کے مہمان رہے تھے۔ پیر جو گوٹھ کا خاندان جھنگ کے پیر کوٹ (سدھانہ) کا مرید تھا اور آج بھی ان کی روایات قائم ہیں۔ حافظ گوندل صاحب سلیانہ سے لاہور منتقل ہوئے اور پنجاب یونیورسٹی میں لائبریرین بنے اور 2009ء میں ڈپٹی چیف لائبریرین کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ سینکڑوں نوجوانوں نے ان کی رہنمائی میں یونیورسٹی لائبریری سے فائدہ اُٹھا کر ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں اور آج اندرون اور بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد وہ حکمت بالغہ سے منسلک رہے۔ ان کی اولاد و احفاد زیادہ تر لاہور میں ہی ہیں۔ ان کی نماز جنازہ جھنگ میں ہی ادا کی گئی اور جھنگ میں ہی مدفون ہوئے۔ وسیع مطالعہ کے ساتھ خوش اخلاق انسان تھے اور حکمت بالغہ کو برائے تبصرہ وتعارف موصول ہونے والی اکثر کتب پر تبصرہ ان ہی کی قلم سے شائع ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔ ادارہ ان کے خاندان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

فتنۂ دجّال کے منحوس دور کی ایمان سوز کالی گھٹائیں

2 ظہورِ دجّال......علاماتِ قیامت

انجینئر مختار فاروقی

(قیمت:165روپے)

یہ مضمون مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ کی مطبوعہ کتاب ''10 علاماتِ قیامت، ایک حدیث مبارکہ کی وضاحت'' کا خلاصہ ہے۔اصل کتاب 128 صفحات پر مشتمل ہے، جس میں ان دس علاماتِ قیامت پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ جو قارئین مکمل کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیں وہ قرآن اکیڈمی جھنگ سے کتاب قیمتاً حاصل کرسکتے ہیں۔ (انجینئر عبداللہ اسماعیل)

یہ دورقربِ قیامت کا دور ہے اور ہمارے پیغمبر حضرت محمدﷺ کا یہ احسان ہے کہ ہماری بیداری اور تیاری کے لئے آپ ﷺ نے قیامت کے قائم ہونے سے پہلے، نیز توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے اس تاریخی پھیلاؤ کی کچھ علامات (SIGNS) کی نشاندہی فرمائی ہے جس سے حالات وواقعات کو پہچاننا آسان ہوگیا ہے۔

یہ نشانیاں 1400 سال سے زیادہ عرصہ پہلے ارشادفرمائی گئیں اور روایت کے ذریعے نسلاً بعدنسلٍ ہم تک پہنچی ہیں۔ 14 صدیاں قبل اور آج کے ماحول میں بڑا فرق واقع ہو چکا ہے آج کی چیزوں اور ایجادات کی اس وقت نشاندہی اور بیان اپنی جگہ مشکل ہے تاہم ''ہر چہ گوید دیدہ گوید'' کے مصداق آپ ﷺ نے آنے والے حالات و واقعات کی صحیح نشاندہی فرمائی اور اصطلاحات والفاظ بھی نہایت بلیغ اور فصیح بیان فرمائے ہیں جبکہ اس کے روایت کرنے والے اور بعد کے مفسّرین وشارحین حدیث سے خلوص واخلاص کے باوجود صحیح مصداق کی وضاحت وتعیین

میں خطائے اجتہادی کا احتمال ہے۔اس کے باوجود ہر دور میں ان وضاحتوں کی کوشش جاری رہے گی تا آنکہ صحیح مصداق خارج میں ظاہر ہو جائے اور اُمت کے معتد بہ حصہ کا اس پر اتفاق واطمینان بھی ہو جائے۔ اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنَا رُشْدَنَا وَ اَعِذْنَا مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا

احادیث مبارکہ میں اشراط الساعہ کی وضاحت ہے اس سلسلے کی سب سے اہم حدیث، جس میں دس علامات کی نشاندہی فرمائی گئی ہے وہ حدیث یہ ہے:

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (ایک دفعہ) ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا باتیں کر رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا کہ قیامت کا تذکرہ کر رہے ہیں آپ نے فرمایا: قیامت ہرگز قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو: (۱) دھواں، (۲) دجال، (۳) دابۃ الارض، (۴) مغرب سے سورج کا نکلنا، (۵) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول، (۶) یاجوج ماجوج کا نکلنا، زمین میں تین جگہ لوگوں کا دھنس جانا (۷) ایک مشرق میں (۸) دوسرا مغرب میں اور (۹) تیسرا جزیرہ عرب میں، اور ان سب کے آخر میں (۱۰) ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف (گھیر کر) پہنچا دے گی۔ (مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعہ)

1 الدخان: دھواں

علامات قیامت میں سے لسانِ حق ترجمان سے بیان کردہ پہلی نشانی 'الدخان' ہے اس کے لفظی معنی ہے 'دھواں' یا SMOKE اور یہ لفظ معرفہ آیا ہے۔ قرآن مجید میں سورت نمبر 44 کا نام ہی الدخان ہے اور اس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ O يَّغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌO (44:10-11)

''تو اس دن کا انتظار کرو کہ آسمان سے صریح دھواں نکلے گا، جو لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ درد دینے عذاب ہے''

یہاں الدخان سے کیا مراد ہے؟ اس میں مفسرین کرام کے مختلف اقوال ہیں:

1۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو

تمام لوگوں کو گھیر لے گا، نیک آدمی کو اس کا اثر خفیف پہنچے گا جس سے زکام سا ہو جائے گا اور کافر ومنافق کے دماغ میں گھس کر بیہوش کر دے گا۔

2۔ اس دخان سے مراد وہ گرد وغبار ہے جو فتح مکہ کے روز مکہ مکرمہ کے آسمان پر چھا گیا تھا۔(تفسیر عثمانی، معارف القرآن، تفہیم القرآن)

اشراط الساعہ والی حدیث میں جو'الدخان' کا لفظ آیا ہے، وہ دخان اور ہے اور قوموں پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی شکل جسے قرآن پاک 'دُخَانٌ مُّبِیْنٌ' فرماتا ہے وہ ایک مختلف نوعیت کی چیز ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ قرب قیامت میں (اور آج کا زمانہ قرب قیامت کا ہی زمانہ ہے) ایک خاص قسم کا دھواں ظاہر ہوگا جو دنیا میں 'انسانی حیات ' کے خاتمے کی طرف بڑھنے یعنی زلزلۃ الساعہ کی طرف لے جانے والے حالات میں سے ایک کڑی یا سبب ہوگا یا ظاہراً اس کی علامت ہوگا۔ ایک وقت آئے گا کہ علما اسلام اس علامت کو پہچانے گے اور اس پر اتفاق کریں گے۔

آج کی ماحولیاتی آلودگی دھواں

علمی بحث سے گریز کرتے ہوئے آج کے ماحول میں ذرا نظر دوڑائیں تو ہر ذی شعور انسان یہ باور کر سکتا ہے کہ آج شہری اور اجتماعی زندگی میں جسے POLLUTION کہتے ہیں اور اس کا ایک اہم حصہ فضائی آلودگی ہے کہ جس سے دنیا میں حیات انسانی کو سخت خطرات لاحق ہیں وہ آگ اور دھواں ہی ہے۔

عصر حاضر میں آگ سے پیدا ہونے والے دھویں میں ہولناک اضافہ کا ایک سبب انسانی آبادی کی کثرت بھی ہے۔ آج دنیا کی آبادی 650 کروڑ سے متجاوز ہے اور ضروریات انسانی بڑھ چکی ہیں شہری زندگی میں لکڑی، کوئلہ، قدرتی گیس، LPG وغیرہ کا استعمال بے تحاشا بڑھ چکا ہے اور یہ تمام اسباب ماحول میں آکسیجن کی کمی اور فضائی آلودگی میں اضافہ کا موجب ہیں۔

- آج کی انسانی زندگی میں 'دھواں' یا SMOKE کا ایک اہم ذریعہ 'تمباکو نوشی' یا 'سگریٹ نوشی' کا دھواں بھی ہے۔
- انسانی آبادی میں اضافہ کے سبب گھریلو کوڑا کرکٹ اور WASTE کی مقدار میں بھی

40-30 گنا اضافہ ہو چکا ہے۔ اکثر ان کو آگ لگا کر ضائع کیا جاتا ہے۔

- دنیا میں دھویں کا ایک اور سبب آج کی ٹرانسپورٹ ہے اور کارخانے ہیں جہاں CNG، ڈیزل، پٹرول، فرنس آئل، لکڑی کوئلہ اور WASET جلایا جاتا ہے۔

اس دھویں کی مقدار کا تصور ایک کروڑ بیرل تیل سے لگایا جا سکتا ہے یعنی روزانہ روئے ارضی پر 1,50,00,000 لیٹر تیل جلایا جاتا ہے۔ لکڑی، گھریلو سوئی گیس، LPG سلنڈر اور دیگر جلائی جانے والی چیزوں کا دھواں اس پر مستزاد ہے۔ یہ وہ دھواں ہے جو آج ہر طرف عام ہے۔ موٹر سائیکل چلانے والے جانتے ہیں کہ کسی مصروف کاروباری علاقے کا دس پندرہ کلومیٹر کا سفر کرنے سے کپڑے، ہاتھ پاؤں چہرہ سیاہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اضافی دھویں کی کوئی صورت بعید از قیاس نہیں ہے کسی آئل ریفائنری یا آئل فیلڈ میں 'اللہ نہ کرے' آگ لگ جائے تو دنیا میں ہر طرف ہی دھواں چھا جائے گا۔

اشراط الساعہ کے ضمن میں غور کرتے ہوئے آج کے دور میں اسی ہمہ گیر اور کل روئے ارضی پر پھیلے ہوئے دھویں کو بھی اسی 'الدخان' کے قبیل ہی سمجھنا چاہیے۔

2 الدجّال

اَلدَّجَّال ___ دجال کے معنی ہیں بہت بڑا دھوکہ باز انسان۔ یہ DODGE سے اسم مبالغہ یعنی SUPERLATIVE ڈگری ہے۔ **دجّال** کے اسم پر جب الف لام لگا کر معرفہ بنائیں گے تو معنی ہوں گے بڑا دجال یا خاص دجال۔ اسی لفظ سے پھر دجالیت، دجال کا زمانہ، دورِ دجال، عصر دجال کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ 'الدجال' کی سرگرمیوں کو فتنۂ دجال بھی کہا جاتا ہے۔ دجال اور فتنۂ دجال سے پھر دجالی تہذیب کا لفظ بھی استعمال میں آتا ہے۔

آج کا دور ___ تجرباتی علوم کے عروج کا دور ہے اور انسانی ترقی نے انسان کے لئے مادی آسائشوں کے ڈھیر لگا دیے ہیں۔ انسان آخرت سے منہ موڑ کر دنیاوی زندگی، حقیقت کی بجائے ظواہر اور اللہ کی بجائے کائنات کی بحث میں اُلجھا ہوا نظر آتا ہے۔ حقائق نظروں سے اوجھل ہیں مغربی مادی فلسفے انسان کو شرفِ انسانی سے محروم کر چکے ہیں اور انسان ایک اعلیٰ اور اشرف مخلوق سے گر کر حیوان اور BEAST بن چکا ہے۔ یہ دورِ 'دجالیت' کا ہی دور ہے اور اخلاقی

اقدار کے زوال کی انتہا ہے۔ میڈیا پر دھوکا ہے، سچی خبر کا تلاش کرنا مشکل ہے، بازار سے ایک نمبر چیز خرید کر لانا مشکل ہے دو نمبر چیز ہی ہاتھ لگتی ہے۔ یقیناً____ جو فتنہ آج کے اس دور میں انسان کے لیے آزمائش اور گمراہی کا ذریعہ بن چکا ہے وہ تاریخ کا سب سے بڑا فتنہ ہی ہے۔

لٰہذا عنقریب اس دور کا ایک ایسا عالمی لیڈر بھی اُبھرے گا جو مغرب کے نظریات کا صد فی صد نمائندہ اور مصداق ہوگا اور یہی شخص 'الدجال' کہلائے گا۔ مغربی معاشرے کی ساری ترقی اور ایجادات، فضا و خلا کی ساری معلومات، ابلیسی ہتھکنڈے اور ٹیکنالوجی کے سارے گر اس کی جلو میں ہوں گے۔ HAARP اور اس کے راز اس کے پاس ہوں گے۔ وہ جہاں چاہے گا بارش برسا دے گا جہاں چاہے گا خشک سالی پیدا کر دے گا، جس مردہ کو چاہے گا زندہ کر دے گا اور جس فوت شدہ انسان سے چاہے گا بات کرا دے گا۔ اس کے پاس 'جنت' بھی ہوگی اور دوزخ بھی ہوگی جس سے عام انسانوں کو اپنے ساتھ ملا لے گا مگر تمام اہل حق اور تمام باضمیر، بااخلاق، بااصول، اعلٰی انسانی اقدار کے حامل انسان اس دجال کے فتنوں اور 'جال' WWW (WORLD WIDE WEB) سے محفوظ رہیں گے۔ یہ شخص وسائل رزق پر قبضے کی وجہ سے خدائی کا دعوی بھی کرے گا۔ الدجال آج کے مغربی معاشرہ کے انسان نما حیوانوں میں مثالی 'حیوان' اخلاق سے عاری، شرم و حیا سے کوسوں دور، ظالم بے رحم اور جنسی بھیڑیا ہوگا اور یقیناً آج کے مغرب پرست انسانوں کا بھی آئیڈیل (IDEAL)۔ یاد رہے کہ آج کے مسلمان معاشروں کے مغرب زدہ مقتدر طبقات کا حال بھی اکثر و بیشتر مغربی معاشروں جیسا ہی ہے، فلسفہ ہائے حیات، LIFE STYLE اور آزادی میں بالکل یکساں ہیں۔

فرمانِ رسالت ﷺ میں جو تفاصیل اس دجال کی وارد ہوئی ہیں ان کے مطالعہ اور غور و فکر سے درج ذیل ایک نقشہ ہے جو سامنے آتا ہے۔

دجال مشرق وسطٰی اور اس کے قریب کے علاقوں میں زیادہ وقت گزارے گا۔ وہ نبوت کا دعوی کرے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام ہونے کا بھی۔ پھر یہ شخص جھوٹا بھی ہوگا اور کذاب بھی بد کردار بھی اور برائیوں کا مجسمہ بھی۔ یہ دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے نیک سیرت انسان سے لڑائی لڑے گا اور مدمقابل ہوگا اور بالآخر بابِ لد پر قتل ہو جائے گا۔ لد (LYDA) یروشلم (موجودہ اسرائیل) کا

قدیم شہر ہے آج کل اسرائیل کا بہت بڑا فضائی اڈہ (AIR BASE) ہے۔ جیسے پاکستان کی فضائیہ کا نام پاکستان ائیر فورس ہے اور اس کا مخفف PAF ہے اسی طرح اسرائیل کی ائیر فورس کا مختصر نام KFR ہے اور ان کے ہر طیارے پر لکھا ہوتا ہے اور جس طرح ہر فوجی کی ٹوپی پر فوج کا نام اور علامت (INSIGNIA) کندہ ہوتا ہے اس طرح اس دجال کی سواری (دابہ) اور خود اس کی آنکھوں کے درمیان ماتھے پر KFR کندہ ہوگا۔ موجودہ اسرائیل کے ایک نمائندے اور سربراہ کے طور پر یہ الدجال اسرائیل ریاست کے منصوبوں کا حامی ہوگا اور وہ منصوبے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہیکل (جو کہ 0070ء سے گرا پڑا ہے) کی سہ بارہ تعمیر کا بیڑا اٹھائے گا اور اسرائیل کا عالمی سلطنت کے لئے ضروری اقدامات کا دعویٰ کرے گا۔ تاہم وہ دجال اپنے ان انسان دشمن اور ابلیسی منصوبوں پر عملدرآمد میں کامیاب نہیں ہو سکے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔ دجال مکہ اور مدینہ کے مسلم مراکز کی طرف بڑھے گا مگر وہ خیر، انسان دوستی اور رحمت للعالمینی کے ان مراکز تک رسائی حاصل نہیں کر سکے گا۔

الدجال کے دور میں ہونے والی ہولناک تباہی اس جنگ کے نتیجہ میں ہوگی جو یہود کے بزعم خویش خدا کے چہیتے انسان ہونے، برگزیدہ مخلوق ہونے اور عالمی وسائل پر قابض ہونے کے دعووں کو پورا کرنے کے لیے لڑی جائے گی اور یہ تاریخ انسانی کی سب سے بڑی، پھیلی ہوئی، ہولناک، تباہ کن اور بدترین جنگ ہوگی، جسے انگریزی میں آرمیگاڈان (ARMEGADON)، احادیث میں الملحمة العظمیٰ اور المحلمة الکبریٰ، قرآن مجید میں بَأْسًا شَدِيدًا، جدید علمی دنیا میں تیسری عالمی جنگ (3RD WORLD WAR) اور علوم قرآنی میں بنی اسرائیل کے بگڑے ہوئے گروہ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب اور کفر کی پاداش میں انہی کے ہاتھوں عذاب استیصال کی سزا پا کر یہودیت کے خاتمے کا نام ہے جس سے یہودیت کا بیج ہی دنیا سے ختم ہو جائے گا نہ صرف یہ بلکہ اس جنگ کے اتحادیوں میں دجال کے حمایتی یہود کے پروردہ فرقے، سوسائٹیاں، کلب، حکمران اور ان کے مراکز بھی قصہ ماضی بن جائیں گے۔

یقیناً یہ تاریخ انسانی کا سب سے بڑا فتنہ یعنی اخلاق سوز، حیا سوز اور ایمان سوز دور ہوگا جو اہل حق کے لئے ابتلا و آزمائش کا زمانہ ہوگا۔ وسائل رزق کے دروازے بند کر دیے

جائیں گے اور سنت رسول کے مطابق شرم وحیا، عفت وعصمت اور حلال کے ساتھ زندگی گزارنا ہاتھ میں انگارہ پکڑنے کے مترادف ہو جائے گا۔ ایک فرمان رسالت ﷺ میں ہے کہ ''دجال کے زمانے میں اہل ایمان کی خوراک فرشتوں والی خوراک ہوگی یعنی تسبیح و تقدیس۔ لہٰذا اس وقت جس شخص کی زبان پر تسبیح و تقدیس ہوگی، اللہ تعالیٰ اس کی بھوک ختم کر دیں گے'' (الجامع الصغیر بحوالہ مستدرک عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

اس مکروہ انسان دشمن یہودی ابلیسی گروہ کی موجودگی میں ماضی قریب میں بھی، آج بھی اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ہاتھوں آخری یہودی کے جہنم رسید ہونے تک کسی خیر اور خیر کے اجتماعی نظام کے جڑ پکڑنے اور پروان چڑھنے کا کوئی امکان نہیں۔ اس گروہ کے خاتمے کے بعد ہی دنیا میں امن وسکون، عدلِ اجتماعی، اخلاق وکردار، شرم وحیا اور عصمت وعفت کے اصولوں کا دور دورہ ہوگا اور یہی حضرت محمد ﷺ کی رحمت للعالمینی کا مظہر اور مقصود فاطر فطرت ہے۔ اے اللہ ایسے بابرکات دور کو جلدی لے آ۔

3 الدابّہ

'الدابہ' ہر حیوان کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اگرچہ عرف میں گھوڑے کے ساتھ خاص ہو گیا ہے۔ الدابہ کے معنی سواری کے بھی ہیں، جس سے آج کی جدید سواریاں بھی تبعاً مراد لی جاسکتی ہیں۔ قرآن پاک میں ایک ایسے جانور کا ذکر ہے جو نزولِ قرآن کے بعد ظاہر ہوگا اور اس کے خواص بھی اشارتاً بتائے ہیں:

> وَاِذَا وَقَعَ الۡقَوۡلُ عَلَيۡهِمۡ اَخۡرَجۡنَا لَهُمۡ دَآبَّةً مِّنَ الۡاَرۡضِ تُكَلِّمُهُمۡ اَنَّ النَّاسَ كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوۡقِنُوۡنَ (82:27)
>
> ''اور جب ان کے بارے میں (عذاب کا) وعدہ پورا ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین میں سے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے بیان کردے گا۔ اس لیے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے''

آج کا دور قربِ قیامت ہی کا دور پُرفتن ہے جس میں طرح طرح کہ فتنے سر اٹھا رہے ہیں اور اشراط الساعہ یکے بعد دیگرے ظاہر ہوتی جارہی ہیں حتیٰ کہ جب سب نشانیاں

ظاہر ہوجائیں گی تو بلاشک و شبہ قیامت کا ظہور ہوجائے گا۔لہٰذا قوی امکان ہے کہ یہ 'دابتہ الارض' ظاہر ہو چکا ہو۔

ہمارے پیغمبر نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ نے بھی 'الدابہ' کے بارے میں بہت سی معلومات دی ہیں۔

◐ ''نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:......سنو!اس کے بعد صفا پہاڑ سے دابہ کا نکلنا ہے۔اس کے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ہوگا اور دوسرے ہاتھ میں حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی،مشرق و مغرب کے لوگ اس کو دیکھیں گے۔ وہ آواز دے گا ''لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے'' وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا کے ساتھ ہر منافق کی پیشانی پر نشان لگا دے گا اور اس کے چہرے پر لکھ دے گا کہ یہ پکا کافر ہے اور انگوٹھی کے ساتھ ہر مؤمن کی پیشانی پر مہر لگائے گا کہ یہ پکا مؤمن ہے۔مومن کہے کہ اے کافر! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے تجھ جیسا نہیں بنایا اور کافر کہے کہ اے مومن! کاش میں آج تجھ جیسا ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کر لیتا''۔

ہر دور میں علم کی ایک سطح ہوتی ہے۔آسمانی علوم (وحی و احادیث) کی معلومات و اشارات تو اپنی جگہ حتمی ہوتے ہیں مگر انسان جنہوں نے اپنے ذہن کے مطابق ان کا 'تصور' (CONCEPT) اپنے ذہن میں بنانا ہوتا ہے ان کے ذہن کا سانچہ اپنے ماحول کے علوم کی سطح اور ظروف و احوال سے بالاتر نہیں ہوسکتا۔

قرآن پاک کے الفاظ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ کی روشنی میں احادیث کی تطبیق ہمارے ناقص ذہن کے مطابق کچھ یوں بنتی ہے کہ ہمارے نزدیک دابہ کے معنی سواری کے بھی ہیں اور آج کی مشینی سواریاں ہی خروج دابہ کے ذیل میں آتی ہیں۔

جامع الصغیر کی حدیث جو حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس کی تفاصیل یہ ہیں:

1۔دابہ ظاہر ہوگا۔ 2۔لوگ اس دابہ کو خریدیں گے، بیچیں گے۔3۔خریدنے والا اس دابہ کے ناک (سامنے کی نمایاں جگہ) پر اس کو نشان زدہ کریں گے (گویا گاڑی کی نمبر پلیٹ کی طرف اشارہ ہے)۔4۔لوگ اس دابہ کو گھروں پر رکھیں گے، فخر کریں گے۔5۔آپس میں لوگ پوچھیں

گے کہ کہاں سے (کتنے میں) خریدا۔ 6۔ جواب دینے والا جواب دے گا کہ ایک آدمی اس کو نشان زدہ کروا کر لایا تو میں نے اس سے یہ دابہ خرید لیا (گویا سیکنڈ ہینڈ گاڑی خریدی ہے)۔ 7۔اس دابہ کے ساتھ ایک سرکاری مہر شدہ (خاتم سلیمان) تصدیق ہوگی۔ 8۔اس دابہ کے مالک کے پاس ایک عصائے موسیٰ یعنی روٹ پرمٹ ڈرائیونگ لائسنس کے طرز کے جواز کے کاغذات ہوں گے۔

◐ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ یہ الدابہ صفا پہاڑ کے نیچے سے نکلے گا۔آج سے دوعشرے قبل تک اس کا تصور ایک خیالی اور ماورائی تصور ہی ہوسکتا تھا۔حرم مکی کی حالیہ توسیع کے دوران جو زیرزمین سرنگوں اور سڑکوں کا وسیع نظام قائم کیا گیا ہے اس سے ایک سرنگ صفا پہاڑی کے قریب سے ہی نکلتی ہے اوراس سے ٹریفک جاری ہے۔

◐ قرآن پاک میں اس دابہ کے بارے میں ہے 'تُكَلِّمُهُمْ' تکلیم یا کلام کے معنی باتیں کرنا یا بولنا بھی ہے اور زخمی کرنا بھی ہے، اس سے مراد ہے کہ یہ 'الدابہ' لوگوں کو حادثات کے ذریعے زخمی بھی کرے گا اور اس 'الدابہ' میں نصب شدہ آلات سے آڈیو ویڈیو سے استفادہ بھی ہوسکے گا پھر فوجی گاڑیوں یا اہم گاڑیوں میں نصب شدہ وائرلیس سسٹم کے ذریعے لوگوں سے باتیں بھی ہوسکتی ہیں جیسے پولیس کی گاڑیاں ایمبولنس وغیرہ وغیرہ۔

الحاصل ہماری ناقص رائے میں الدابہ کے الفاظ جو اشراط الساعہ والی حدیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں، ان سے آج اس قربِ قیامت کے دور میں مشینی سواریاں ہی مراد ہوسکتی ہیں اور چودہ صدیاں قبل آج کے دور کی ترقی اور سواریوں کی تعبیر (زبان کی محدودیت کے باوجود) اس سے زیادہ ممکن ہی نہیں تھی جو آپ ﷺ نے فرمادی ہے۔ واللہ اعلم

4 سورج کا مغرب سے طلوع ہونا

علاماتِ قیامت کے تذکرہ میں لسانِ حق ترجمان حضرت محمد ﷺ کے فرمان کے مطابق سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ــــــ چوتھی اہم علامت ہے۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ایک مختصر سا جملہ ہے مگر اس واقعہ کی اہمیت اور اثرات (IMPLICATIONS) کا تصور ہی بڑا خوفناک اور حیران کن ہے۔

زمین سورج کے گرد ایک سال میں ایک چکر مکمل کرتی ہے اسی سے موسم بنتے ہیں اور ہم سالوں مہینوں کا حساب لگاتے ہیں۔ زمین اندازاً 30 کلومیٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے سورج کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہونا ___ زمین کی محوری گردش کا الٹا ہونے مترادف ہے۔

ایک فرمان میں آپ ﷺ نے زمین کی محوری گردش کے حد درجہ کم ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ دجال کے تذکرے کے ساتھ آپ ﷺ نے زمین کی محوری گردش کا بھی نقشہ سامنے رکھا ہے: ''ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول اللہ! وہ (دجال) زمین میں کتنا عرصہ رہے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: چالیس دن تک۔ اور ایک دن ان میں کا ایک سال کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینے کے، اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی دن تمہارے عام دن کے برابر ہوں گے، (تو ہمارے دنوں کے حساب سے دجال ایک برس دو مہینے چودہ دن تک رہے گا)۔ ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! جو دن سال کے برابر ہوگا اس دن ہم کو ایک ہی دن کی نماز کفایت کرے گی؟ آپ نے فرمایا نہیں! تم اندازہ کر لینا اس دن میں بقدر اس کے (یعنی جتنی دیر کے بعد ان دنوں میں نماز پڑھتے ہو۔ اسی طرح اس دن بھی اٹکل کر کے پڑھ لینا)''۔

کسی خارجی اثر سے اس زمین کی محوری گردش متأثر ہوجائے اور رفتار کم ہونا شروع ہوجائے تو پہلے انسان کو محسوس ہوگا کہ ہمارے رات اور دن کا عرصہ (24 گھنٹے) ہماری گھڑیوں کے حساب سے سات دنوں کے برابر ہوگیا ہے۔ پھر رفتار مزید کم ہوگی تو ہمیں محسوس ہوگا کہ ہمارا ایک دن (رات اور دن) گھڑیوں کے حساب سے 30 دن کے برابر ہوگیا ہے اور مزید کم ہوتے ہوتے ہمارا ایک دن (رات اور دن) گھڑیوں کے حساب سے 365 دن کے برابر ہوگیا ہے۔ گویا زمین کی محوری گردش بتدریج کم ہوگی اور ہم اپنے پیمانوں میں اسے ہفتوں، مہینوں اور سالوں کے حساب سے محسوس کریں گے۔

جب زمین کی گردش اتنی کم ہوجائے گی کہ زمین ایک سال میں ایک چکر مکمل کرے ایک سال کا ایک دن بنے گا اور مزید کم ہوکر یہ صفر ہوجائے گی اور جلد ہی اُلٹا چکر کھانا شروع کردے گی اور دوبارہ زمین کی رفتار بڑھنا شروع ہوجائے گی۔ یہ وقت ہوگا جب سورج

مغرب سے طلوع ہوگا۔ نظری طور پر اس صورت حال کا واقع ہونا قرین قیاس ہے اور لسانِ رسالت ﷺ نے اسے دجال کی آمد کے ساتھ منسلک بتایا ہے جس سے فتنۂ دجال کی اہمیت اور ہمہ گیریت بہت زیادہ بڑھ گئی۔

کہا جا سکتا ہے اور یہ ممکن ہے کہ زمین کسی خارجی کرے یا سیارے کے مقناطیسی میدان میں آئے گی جو زمین کے مقناطیسی میدان (جس سے زمین کی محوری گردش وجود میں آتی ہے) سے زیادہ طاقتور ہوگا جس سے زمین کی گردش آہستہ ہونا شروع ہوگی پھر بہت آہستہ ہوکر رک جائے گی پھر زمین اُلٹی حرکت کرنا شروع کردے گی جب زمین کچھ عرصے بعد (جو اللہ ہی جانتا ہے) اس کرے کے مقناطیسی اثرات سے نکلے گی تو زمینی گردش رُک کر سیدھی ہوگی اور معمول پر آجائے گی۔

قیامت کی اس علامت میں جبکہ یہ علامت ظاہر ہوجائے گی تو وہ دو پہلو سے عملی زندگی کو اس حد تک متاثر کریں گے کہ روئے ارضی کا کوئی انسان شاید ہی ایسا ہو جو اس سے متاثر نہ ہو۔ یوں یہ علامت قیامت اس قدر عام ہوگی اور ہر جگہ زیر بحث اور گفتگو کا موضوع ہوگی جس سے انسانیت اپنے رب، خالق، مالک، اخلاق و کردار، سزا و جزا کے بارے میں غور کرنے پر آمادہ ہوجائے گی اور دل گواہی دیں گے۔ کچھ لوگ اس وقت توبہ کی طرف مائل ہوں گے مگر اس وقت توبہ قبول نہیں ہوگی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ ''جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمائے گا'' (مسلم)

غرض یہ ہولناک واقعہ ہے جس سے ہر انسان خواہ غاروں میں رہتا ہو یا محلات میں، اس سے متاثر ہوگا۔ یہ قیامت کی اہم علامات میں سے ایک ہوگی۔ گویا اس اہم واقعہ کے بعد توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں جلدی اور سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے آمین)۔

تین مقامات پر زمین (کے بڑے رقبے) کا دھنس جانا
5 مشرق میں، 6 مغرب میں، 7 جزیرۃ العرب میں

اَشراط الساعہ یعنی علاماتِ قیامت میں بہت اہم اور عوامی سطح پر قابل فہم و ادراک نشانی ____ زمین کا تین مختلف علاقوں میں دھنس جانا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی وقت روئے ارضی کے کسی بھی حصے میں ایسا کرنے پر قادر ہیں تاہم فرمانِ رسالت ﷺ میں یہ واقعہ کوئی 'معجزہ' کے طور پر وقوع پذیر نہیں ہوگا بلکہ مرورِ زمانہ کے ساتھ قربِ قیامت میں یہ واقعات رونما ہوجائیں گے۔ اس پس منظر میں 'خسف الارض' کے ان محیّر العقول واقعات کے مادی اسباب تلاش کرنا کوئی عیب نہیں ہے۔

روئے زمین پر قابل ذکر بڑے رقبوں کے زمین میں دھنس جانے کے عمل کو سمجھنے کے لیے ذیل میں درج تفصیلات پر غور فرمائیں۔

پٹرول گزشتہ ساٹھ سالوں سے تقریباً 100 لاکھ بیرل تیل روزانہ اوسط استعمال ہو رہا ہے۔ روزانہ تیل کی پیداوار اور کھپت سے زمین میں ایک خلا ہے جو روزانہ پیدا ہو رہا ہے۔ صرف سعودی عرب کے ایک پٹرول کے علاقے میں تقریباً 10000 مربع کلومیٹر کے رقبے میں 200 فٹ موٹائی میں خلا واقع ہو چکا ہے۔ اسی طرح کا خلا تیل کے کنوؤں کے تمام علاقوں میں واقع ہو چکا ہے۔ ان علاقوں میں پٹرول نکالے جانے کے یہ مقامات انتہائی خطرناک صورت حال میں ہیں۔ یہاں اگر کوئی قدرتی زلزلہ یا مصنوعی ایٹمی دھماکہ یا ایٹم بم گرائے جانے کا واقعہ ہوجائے تو 1000 مربع کلومیٹر کے یہ علاقے زمین میں تقریباً دوسوفٹ گہرائی تک دھنس سکتے ہیں۔

ہمارے آقا حضرت محمد ﷺ نے انہیں مقامات میں سے تین مقامات کا ذکر فرمایا ہے۔

- ایک واقعہ مدینۃ النبی (یا عرب) کے مشرقی علاقے میں ہوگا اس سے مراد امارات، اور عراق یا ایران کا جنوب مغربی علاقہ بھی ہوسکتا ہے۔
- دوسرا واقعہ مدینہ النبی (یا عرب) کے مغرب میں ہوگا اس سے مراد مصر، لیبیا، وغیرہ کے ممالک بھی ہوسکتے ہیں اور امریکہ بھی ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم
- تیسرا واقعہ خود جزیرۃ العرب میں ہوگا یہ علاقہ تیل نکالے جانے والا علاقہ ہی ہوسکتا ہے۔

خسوف کے یہ واقعات فتنۂ دجال کے زمانے میں اہل حق کی حمایت، اللہ تعالیٰ کی تائید اور حمایت ونصرت کے طور پر ظاہر ہوں گے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ دست غیب (DIVINE INTERVENTION) سے مسلمانوں کی مدد کی جائے گی اور خسف کے یہ واقعات رونما ہوکر دجالی قوتوں کا منہ پھیر دیں گے۔

”حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اس گھر والوں سے لڑنے کے ارادے سے ایک لشکر چڑھائی کرے گا یہاں تک کہ جب وہ زمین کے ہموار میدان میں ہوں گے تو ان کے درمیانی لشکر کو دھنسا دیا جائے گا اور ان کے آگے والے پیچھے والوں کو پکاریں گے پھر انہیں بھی دھنسا دیا جائے گا ایک آدمی کے سوا جو بھاگ کر ان کے بارے میں اطلاع دے گا کوئی باقی نہیں بچے گا۔(مسلم)

یہ بات یقینی ہے کہ ان واقعات کے وقوع پذیر ہونے سے دجالی قوت کو جو ہزیمت ہوگی وہ عالمی سطح پر اس قوت کے لیے ایک طرح کا واضح SETBACK ہوگا۔ مسلمانوں کے حق میں اور حمایت میں رائے عامہ ہموار ہوجائیگی اور اسلام کے عالمی غلبہ کا راستہ ہموار ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ

8 نزولِ عیسیٰ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (دوبارہ) تشریف لانا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ تشریف لانا قربِ قیامت کی ایک اہم نشانی ہے۔ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے 'رفع' کا ذکر ہے اور ایک سے زیادہ مقامات پر آیا ہے اور حدیث پاک میں آپ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری 'نزول' کا واضح تذکرہ ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ھود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، قوم نے اگرچہ ان کی مخالفت کی اور ستایا تاہم ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسولوں اور ان پر ایمان لانے والوں کو بچا لیا اور رسولوں کے انکار پر ان رسولوں علیہم السلام کے سامنے ان کی قوموں پر عذاب آ گیا اور قومیں نیست و نابود کر دی گئیں۔ اس کو عذاب استیصال کہا جاتا ہے کہ رسولوں کے انکار کی صورت میں قوموں کو جڑ سے اکھیڑ دینے والا یعنی بیخ ختم کر دینے والا عذاب آ گیا۔

اسی مقدس گروہ کے ایک فرد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے کوئی وقعت نہ دی حالانکہ وہ ان کی اپنی قوم اور برادری میں سے تھے انہیں کی زبان بولتے ہوئے آئے تھے اور ان کی بشارتیں بھی سابقہ کتب میں موجود تھیں ان کے والدہ پر الزام تراشی کی، برناباس کی انجیل کے مطابق ان کو واجب القتل قرار دے کر رومیوں کے حوالہ کر دیا تاکہ ان کو

سزائے موت دے دی جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہود کے اس رویے کے غلط ہونے میں کوئی شک نہیں تھا اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذابِ استیصال آنا چاہیے تھا صہیونیت کا یہ ابتدائی طبقہ اس عذاب کا صدفی صد مستحق بھی تھا مگر ہم تاریخ عالم میں دیکھتے ہیں کہ اس گروہ کو سوائے جلاوطنی (70ء) کے کوئی سزا نہیں ہوئی، فوری عذاب میں تخفیف اور عذاب استیصال کا التوا غالباً اس وجہ سے ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عذاب کے وقت قوم میں موجود نہیں تھے اللہ تعالیٰ اس گروہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر وانکار وتکذیب کی پاداش میں عذاب استیصال کے ذریعے نیست ونابود کردیتا تو شاید دنیا کے بہت سے لوگ جو ان کے حقیقی جرائم سے لاعلم تھے ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتے نظر آتے۔ اللہ تعالیٰ نے یہود کے خفیہ عزائم کو آشکارا کرنے، ان کی خدا بیزاری اور مذہب دشمنی کو طشت از بام کرنے، ان کی شیطانی مکارانہ چالوں اور منصوبوں کو سامنے لانے کے لئے ____ نیز امت مسلمہ کے حریف کے طور پر 'حزب الشیطان' کی حیثیت سے مہلت دی ہے۔

ہمارے نزدیک اس گروہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار پر ہی عذاب استیصال کا سزاوار قرار دیا جا چکا تھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار پر یہ عذاب مؤکد ہوکر اور شدید ہوگیا اور یہ عذابِ استیصال متعلقہ پیغمبر کی نگاہوں کے سامنے ہونا ضروری ہے (یہی سنت اللہ ہے)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام 'رفع' کے بعد 'حیات' ہیں لہٰذا اس موقع پر ان کا تشریف لانا اور صہیونیت (نے جوان ہوکر جو دجالیت کا روپ دھار لیا ہے اس کا) قلع قمع کرنا یقینی ہے۔

اس پس منظر میں قرآن مجید کے الفاظ کہ ''وہ بچپن میں بھی معجزانہ طور پر باتیں کریں گے (وہ تو ہو چکا) اور پختہ عمر میں بھی باتیں کریں گے''، یہ اب نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہی ممکن ہونے والا ہے۔ واللہ اعلم

یہودیوں نے چونکہ تورات کی پیش گوئیوں کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم نہیں کیا اور ان پر ایمان نہیں لائے تھے اور انہیں 'معاذ اللہ' جھوٹا قرار دیا تھا لہٰذا اس شیطانی طبقہ کے نزدیک تورات کی پیش گوئیوں کا مصداق حضرت مسیح علیہ السلام ابھی آنے والے ہیں۔ اس لیے قرین قیاس ہے کہ یہود کا لیڈر جو دجال کہلائے گا وہ دعویٰ نبوت کرے گا اور مسیح ہونے کا مدعی بھی ہوگا

ایسے ہی موقع پر (جواب قریب ہے) مشرق وسطی میں مسلمان اس دجال سے حالت جنگ میں ہوں گے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے اور مسلمان فوجوں کی قیادت کرتے ہوئے مسیح الدجال کو (ترمذی شریف کی روایت کے مطابق) 'لُد' کے دروازے کے پاس قتل کردیں گے۔ احادیث میں وارد ہے کہ اس موقع پر ایک ایک یہودی قتل ہوجائے گا۔ یہی عذابِ استیصال ہوگا کہ قوم یہود کا نام ونشان ہی مٹ جائے گا۔

اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری سے دنیا اس سازشی ٹولہ کی تین ہزار سالہ فتنہ پرور سازشوں اور اس دین دشمن، انسان دشمن، اور اخلاق دشمن ابلیسی گروہ سے پاک ہوجائے گی ان کے خاتمے کے بعد ہی ___ روئے ارضی پر عدل وانصاف واخلاق پر مبنی آسمانی بادشاہت یا نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا قیام ممکن ہوسکے گا۔

(7) اللہ تعالیٰ سے ہماری عاجزانہ دعا ہے کہ وہ صہیونیت کے اس عالمی غلبہ کو ختم کرنے کے لئے ہمیں بھی ہمت اور حوصلہ دے اور ہمیں دجال کی چالوں سے بچائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوکر المسیح الدجال کا مقابلہ کرنے کا موقع بخشے۔ آمین۔

9 یاجوج ماجوج کی یلغار

علاماتِ قیامت میں سے نویں (9) علامت 'فتح یاجوج ماجوج' ہے یعنی یاجوج ماجوج کا اپنے علاقے سے نکل کر متمدن دنیا میں آکر یلغار کردینا ہے۔ جس سے امن تباہ ہوجائے گا وسائل رزق اور ضروریات زندگی پر وہ قبضہ کرلیں گے۔

قرآن پاک (سورۃ الکہف) کے انداز بیان سے یہ بات ثابت ہے کہ یاجوج ماجوج انسان ہی تھے اور نسل انسانی ہی کا کوئی حصہ تھے جو اس آبادی کے پاس پہاڑی سلسلہ کے اس پار رہتا تھا کم ترقی یافتہ تھا اسی وجہ سے وقفے وقفے سے وہ اِدھر آجاتے تھے اور لوٹ مار کرکے واپس چلے جاتے تھے۔ قرآن پاک کے بیان سے واضح ہے کہ یاجوج ماجوج ایسے گروہ انسانی کا نام ہے جو مزاجاً فسادی ہے اور زمین میں لوٹ مار کرتے ہیں خلق خدا کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

مسلم شریف میں حضرت نواس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں یہ بیان ہوا ''..........پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ لوگ آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے شر سے بچایا

ہوگا۔ پس وہ شفقت سے ان کے چہروں کو سہلائیں گے اور ان کو ان درجوں کی خبر دیں گے جو جنت میں ان کے رکھے ہیں۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجے گا کہ میں نے اپنے ایسے بندے نکالے ہیں کہ کسی کو ان سے لڑنے کی طاقت نہیں، تم میرے مسلمان بندوں کو طور (پہاڑ) کی طرف پناہ میں لے جاؤ اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر ایک اونچان سے نکل پڑیں گے۔ ان کے پہلے لوگ طبرستان کے دریا پر گزریں گے اور اس کا سارا پانی پی لیں گے۔ پھر ان میں سے پچھلے لوگ جب وہاں آئیں گے تو کہیں گے کہ کبھی اس دریا میں پانی بھی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے اصحاب محصور رہیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک بیل کا سر تمہاری آج کی سو اشرفی سے افضل ہوگا (یعنی کھانے کی نہایت تنگی ہوگی)۔ پھر اللہ کے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کے لوگوں پر عذاب بھیجے گا تو ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہوگا تو صبح تک سب مر جائیں گے جیسے ایک آدمی مرتا ہے۔ پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین پر اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت برابر جگہ ان کی سڑاند اور گندگی سے خالی نہ پائیں گے (یعنی تمام زمین پر ان کی سڑی ہوئی لاشیں پڑی ہوں گی) پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ بڑے اونٹوں کی گردن کے برابر پرندے بھیجے گا، وہ ان کو اٹھا لے جائیں گے اور وہاں پھینک دیں گے جہاں اللہ کا حکم ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ ایسا پانی برسائے گا کہ پھر زمین کو حکم ہوگا کہ اپنے پھل جما اور اپنی برکت کو پھیر دے..........''۔ (مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ذوالقرنین کے وقت نہ سہی وقت کے گزرنے کے ساتھ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آنے تک وہ ایک ترقی یافتہ قوم بن گئے اور اپنے پاس سامان حرب وضرب کا ایسا ذخیرہ جمع کر لیا کہ اس زمانے کی سلطنتیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی انہیں ختم کر سکتا ہے۔ یہ امکان غالب ہے کہ یہاں چونکہ یاجوج ماجوج کا ذکر قربِ قیامت کی نشانی کے طور پر ہے لہٰذا ان کی یہ زبردست عسکری قوت آج بہت زیادہ ہوگئی ہو اور جب ان کے نکلنے کا زمانہ ہمارے سامنے آچکا ہے یہ کیفیت اس وقت کی تصویر ہو۔ واللہ اعلم

آج سے چودہ صدیاں قبل اس دور کی اصطلاحات اور عوامی ذہن کے مطابق محاورے اور الفاظ میں گفتگو کرتے ہوئے حضرت محمد خاتم النّبیین ﷺ نے فرمایا کہ یاجوج ماجوج اپنی مادی ترقی، عسکری برتری، اسلحہ کی طاقت اور ٹیکنالوجی پر اتنے مغرور ہوں گے کہ وہ 'سٹار وارز' کی صلاحیت رکھتے ہوں گے اور 'آسمانی بادشاہ' اللہ تعالیٰ سے بھی آمادہ جنگ ہوجائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ ''پھر چلیں گے یہاں تک کہ اس پہاڑ تک پہنچیں گے جہاں درختوں کی کثرت ہے یعنی بیت المقدس کا پہاڑ تو وہ کہیں گے کہ البتہ ہم زمین والوں کو تو قتل کر چکے، اب آسمان والوں کو قتل کریں تو اپنے تیر آسمان کی طرف چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان تیروں کو خون میں بھر کر لوٹا دے گا (وہ یہ سمجھیں گے کہ آسمان کے لوگ بھی مارے گئے۔'' (مسلم)

حضرت ذوالقرنین نے یاجوج ماجوج کا داخلہ مشرقِ وسطیٰ کی متمدن دنیا کے لئے بند کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے واقعہ (8ھ یا 629ء) کے زمانے میں یاجوج ماجوج سے متعلق ایک حقیقت کا ذکر فرمایا۔ اس روایت کے مطابق یاجوج ماجوج کا وہ راستہ جو 400 ق م میں بند کر دیا گیا تھا ساتویں صدی کی تیسری دہائی میں اس میں سوراخ ہو گیا اور پھر تھوڑے عرصے بعد وہ راستہ بطورِ شارعِ عام دوبارہ کھل گیا۔ اہم سوال یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی اس موقع پر بظاہر پریشانی کی وجہ کیا تھی؟ اور اس واقعہ سے آنے والے دنوں یا صدیوں میں اسلام کو کیا خطرہ تھا؟

راقم کا گمان غالب ہے کہ اس موقع پر جب یہ راستہ کھل گیا تو بنی اسرائیل (صہیونیت) کا کوئی وفد اس راستے سے گزر کر یا تو یاجوج ماجوج سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے یا صہیونیت کا کوئی وفد چین (منگولیا) کے حکمرانوں تک جا پہنچا ہے اور انہیں اپنے فلسطین سے نکلنے کے بعد اب مدینہ سے بھی نکلنے اور جزیرۃ العرب سے بھی نکالے جانے کے امکان کی صورت میں 'مدد' اور سرپرستی کی درخواست کی ہے۔

اس بات کا ایک قرینہ جو سب سے زیادہ اس طرف دلالت کرتا ہے یہ ہے کہ مسلمانوں کی حکومت کمزور ہونے پر ان کے خلاف پہلی بیرونی غیر مسلم مہم جوئی اسی علاقے سے ہوئی۔ ہلاکو خان اور چنگیز خان کا بغداد پر حملہ اسی سلسلہ مہمات کا ایک حصہ تھا اور یہ بات ثابت ہے کہ بغداد پر ہلاکو خان اور چنگیز خان کے حملے کے پیچھے صہیونیت کا ہاتھ تھا۔

قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا دوسری بار تذکرہ سورۃ الانبیاء میں ہے

وَ حَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَآ اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ O (95:21)

''اور جس بستی والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا مجال ہے کہ (رجوع کریں)، رجوع نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے اُتر رہے ہوں گے''

گویا جو قوم مغضوب علیہم ہو ___ عذاب یافتہ ہو وہ واپس کبھی اپنے علاقہ میں آ کر آباد نہیں ہو سکتی یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ ہاں اس میں ایک استثنا ہے وہ یہ کہ

حَتّٰیٓ اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ O (96:21)

''یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے اتر رہے ہوں گے''

صہیونیت اور یاجوج ماجوج کے تعلقات کا رتو از منہ قدیم سے ہیں قربِ قیامت میں جب یہ یاجوج ماجوج کھول دیے جائیں گے تو وہ بنی اسرائیل کو 'عذاب کی جگہ' دوبارہ آباد کرا دیں گے۔ تاریخ کا یہ روشن باب ہے کہ اسرائیل کے قیام کے سلسلے میں تاجِ برطانیہ، برطانوی حکومت اور عیسائیوں کے پروٹسٹنٹ فرقہ کے لوگوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے اور اس آیت کے مضمون پر عمل درآمد کا ذریعہ بنے ہیں۔ صہیونیت کو دنیا بھر میں جو اپنے ہم خیال میسر آئے تو یہی یاجوج ماجوج لوگ ہیں۔ ویسے انہوں نے اپنے مقصد کے لئے بہت سے گروہوں اور قوموں کو بھی استعمال کیا ہے۔

علامہ اقبال نے 1917ء میں یہودیوں کے یروشلم میں آبادکاری کے بالفور ڈیکلریشن کے موقع پر سلطنت عثمانیہ کے زیر قبضہ فلسطین پر اتحادی فوجوں کی بے تحاشہ اور بے رحمانہ یلغار پر فرمایا تھا: ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرفِ ینسِلون

برطانوی استعمار اور روسی استعمار کے ناپاک اتحاد پر جس عبقری شخص نے سب سے

پہلے یاجوج ماجوج ہونے کا ٹھپہ لگا یا وہ علامہ اقبال ہی کی شخصیت تھی۔ قرآن پاک نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے ایک مغضوب علیہم قوم کی دوبارہ اپنی جگہ (عذاب کی جگہ) لوٹنے کے سلسلہ میں ایک استثنا موجود ہے کہ یاجوج ماجوج کے کھولے جانے کے موقع پر انہیں کے تعاون سے ہی ایسا ہوگا۔

یہ جملہ معترضہ ہی کہلائے گا کہ قرآن مجید کے نزدیک بنی اسرائیل (صیہونیت) کا یہ ایک جگہ اکٹھا کیا جانا کوئی نیک فال نہیں ہے اور اس میں کوئی مثبت پہلو نہیں ہے بلکہ اس قوم پر ان کے جرائم کی نسبت سے عذاب کی شدت میں کوئی کمی رہ گئی تھی جواب دو ہزار سال بعد پوری کر دی جائے گی اور اسرائیل کی اس ناپاک ریاست کو اس کے جملہ سرپرستوں (یاجوج ماجوج) سمیت نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

قارئین ____ مختصراً یہ چند باتیں یاجوج ماجوج سے متعلق سمجھ لی جائیں تو آج کے عالمی منظرنامے (SCENARIO) میں یاجوج ماجوج کو پہچاننا کوئی مشکل کام نہیں ہے ذرا سی عقل عام (COMMON SENSE) رکھنے والا بھی اسی نتیجے پر پہنچے گا جس نتیجے پر بڑے بڑے ریسرچ پیپر لکھ کر اہل علم اور دانا لوگ بمشکل پہنچیں گے کہ یہ یاجوج ماجوج آج کی مقتدر طاقتوں کے علاوہ کوئی اور بلا نہیں ہے۔

10 قعرِ عدن سے آگ کا نکلنا

اشراط الساعہ والی اس حدیث مبارکہ کے علاوہ بھی کئی احادیث میں قربِ قیامت میں آگ کے نکلنے کا ذکر ہے۔ حضر موت سے آگ کا نکلنا، یمن سے آگ کا نکلنا، مشرق سے آگ کا نکلنا بھی احادیث میں وارد ہے۔

''اشراط الساعۃ'' کے مؤلف حضرت علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی (جس کا ترجمہ مفتی محمد فیض احمد اویسی نے کیا ہے) نے ان احادیث کی تطبیق اس طرح فرمائی ہے:

''یہ آگ جس کا ذکر ان احادیث میں آیا ہے یہ عدن کے گڑھے سے نکلے گی یہ اس آگ کی غیر ہے جو مدینہ پاک سے نکلے گی جس کا قسم اول میں تفصیل سے ذکر ہوا ہے اور یہ اس کے منافی بھی نہیں کہ یہ آگ جس سیل سے خارج ہوگی کیونکہ اصل تو یہ ہے کہ یہ آگ

وادی برہوت سے نکلے گی اسے 'وادی النار' کہا جاتا ہے اور عدن کے گڑھے میں ہے اور عدن حضر موت کے کنارے اور ساحل سمندر پر ہے۔ تمام عبارات کا مقصد ایک ہے اور وہ آگ جبس سیل سے بھی گزرے گی۔ اور یہ خطاب اہل مدینہ سے ہے جبس سیل مدینہ طیبہ کے شرقی جانب ہے اسی وادی سے جبس سیل ہو کر گزرے گی اور وادی جبس سیل مدینہ پاک کے راستہ پر ہے اس معنی پر یہ کہنا بھی صحیح ہوا کہ وہ جبس سیل سے نکلے گی''۔

احادیث مبارکہ میں قعر عدن کے علاوہ 'جبس سیل' اور وادئ برہوت کے الفاظ بھی وارد ہیں۔ اس وادی کو 'وادی النار' بھی کہا جاتا ہے۔ عدن کے شہر کے پاس آتش فشانی چٹانوں کی ساخت واضح طور پر نمایاں نظر آتی ہیں۔ یہ علاقہ آتش فشانی چٹانوں سے گھرا ہوا ہے۔ عدن کی آبادی کا ایک حصہ اور اہم تنصیبات آتش فشاں کے دہانے پر ہی واقع ہیں۔

احادیث مبارکہ میں لسانِ رسالت سے جس آگ کے نکلنے کا تذکرہ سامنے آیا ہے وہ اس طرح کے آتش فشانوں کے پھٹنے سے بھی نمودار ہوسکتی ہے اور کئی دیگر ذرائع اور اسباب سے بھی سامنے آ سکتی ہے۔ آنے والے دور میں مشرق وسطی کا علاقہ اور بالخصوص بیت المقدس اور حرمین شریفین کا علاقہ صہیونیت کے شیطانی منصوبوں کی تکمیل کی ناپاک خواہشات کے لیے بہت بڑی رکاوٹ ہیں لہٰذا سعودی عرب اور یمن کے اس حصے میں کسی ایٹمی جنگ کا واقع ہونا بھی کوئی بعید از قیاس یا ناممکن نہیں ہے۔ اس علاقے میں قدرتی تیل اور قدرتی گیس کے بے پناہ ذخائر کا تو دنیا کو علم ہے ہی کسی ناگہانی صورت حال میں علاقے میں موجود آئل فیلڈز اور گیس فیلڈز میں آگ لگ جانے سے جس تباہی کا منظر تصور کیا جاسکتا ہے وہ عالم اسباب میں سامنے کی بات ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت میں جن دس علاماتِ قیامت کا تذکرہ ہے وہ بیان ہوچکیں۔ اشراط الساعہ کے اس بیان سے مراد یہ ہے کہ اہل ایمان کو اپنی دینی ذمہ داریاں پوری کرنا ہیں۔ اس کے باوجود یہ دس نشانیاں پوری ہوں گی ان مخالف اور حوصلہ شکن حالات میں بھی کسی مسلمان کو ہمت نہیں ہارنا چاہیے اور اصلاحِ احوال کی کوششوں سے بے نیاز نہیں ہونا چاہیے۔

ایران اور چین ’تزویراتی شراکت‘ کا معاہدہ

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

درحقیقت یہ معاہدہ ایک زوردار دھماکہ ہے کہ جس کے سبب کرشماتی حقائق وجود میں آئے ہیں۔ اسی طرح آج سے تقریباً پینتالیس سال قبل وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے درّۂ خنجراب کے راستے شاہراہ قراقرم کھول کر چین کے ساتھ تزویراتی روابط قائم کیے تھے جس کی بدولت دونوں ملکوں کی افواج کے درمیان تزویراتی محور کی بنیاد پڑی تھی جواب پاکستان چین اقتصادی راہداری (CPEC) کی صورت اختیار کر چکی ہے جسے Belt and Road Initiative (BRI) کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ ایران جو گزشتہ چالیس سالوں تک امریکہ کی جابرانہ اقتصادی پابندیوں اور بندوشوں کا شکار تھا‘ اس نے ان زنجیروں کو توڑنے کا فیصلہ کرتے ہوئے چین کے BRI منصوبے کو خوش آمدید کہا ہے جس نے خطے کے تزویراتی نقشے کو بدل کے رکھ دیا ہے۔ اس معاہدے کے مسودے میں اَہداف ان الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں: ’’ایشیا کی دو عظیم اور قدیم ترین تہذیبیں جو تجارتی‘ اقتصادی‘ سیاسی‘ ثقافتی اور سلامتی کے رشتوں میں بندھی ہیں اب متعدد باہمی اور کثیرالجہتی مفادات کے حوالوں سے ایک دوسرے کے تزویراتی شراکت دار بن جائیں گے۔‘‘

معاہدے میں ایک سو کے لگ بھگ ایسے منصوبے شامل ہیں جن میں چین سرمایہ کاری کرے گا جبکہ ایران آئندہ پچیس سالوں تک چین کو رعایتی قیمتوں پر تیل فراہم کرے گا۔ چین کی طرف سے چار سو بلین امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری سے اب ایران کے لیے چین کی کرنسی

Renminbi میں تجارت کے متعدد مواقع حاصل ہوں گے۔

◐ تزویراتی دفاعی شراکت داری' ایرانی افواج کی پیشہ ورانہ صلاحیتوں کو ترقی دینے کا سبب بنے گی۔ جیسا کہ 90-1980 کے عرصے میں پاکستان نے حاصل کی تھی۔ اس وقت ایران کے لیے سب سے اہم ہدف اسرائیل کے F35 فضائی طیاروں کے خطرے کو شکست دینا ہے۔ اطلاعات کے مطابق حال ہی میں ان طیاروں نے کئی تنصیبات اور Natanz میں واقع ایرانی ایٹمی تنصیبات کو نقصان پہنچایا ہے۔ معاہدہ یہ بھی کہتا ہے کہ ''مشترکہ فوجی تربیتی مشقوں، تحقیقی کاوشوں، اسلحہ کی ترقی اور انٹیلی جنس معلومات کے تبادلے کے ذریعے فوجی تعاون کو فروغ دیا جائے گا۔ یعنی تعاون کی حدیں آسمان تک ہیں۔

◐ ایران میں بنیادی ڈھانچے (Infrastructure) کی بہتری کے لیے چین ایک سو بیس بلین امریکی ڈالر کی سرمایہ کاری کرے گا جس کی شروعات ایران کے شہر تہران سے چین کے صوبہ سنکیانگ کے شہر ارمچی (Urumqi) کو ملانے والی 2,300 کلومیٹر طویل شاہراہ کو ترقی دینے سے ہوگی جسے پہلے ہی پاکستان چین اقتصادی راہداری کے منصوبے کے تحت بننے والی ارمچی تا گوادر شاہراہ سے ملایا جاچکا ہے۔ جب اس شاہراہ کی تعمیر مکمل ہو جائے گی تو اس سے وسطی ایشیا کے ساتھ روابط ممکن ہوں گے اور اس سے آگے ترکی کے راستے یورپ تک پہنچ آسان ہوگی اور امکان ہے کہ بہت جلد یوریشیا بھی اسی سیاسی اور اقتصادی اتحاد کا حصہ بن جائے گا۔ منصوبے میں چاہ بہار سے زاہدان تک 628 کلومیٹر طویل شاہراہ بنانے کا بھی ذکر ہے جسے افغانستان کے شہر زرنج تک وسعت دی جاسکے گی۔ تہران سے مشہد کو ملانے والی 900 کلومیٹر ریلوے لائن کو ترقی دینا اور الیکٹرانک سسٹم سے لیس کرنا بھی ترجیہات میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ تہران سے قم اور اصفہان تک تیز رفتار ریلوے کو مکمل کرنے کا ایک اور منصوبہ بھی ہے جسے شمال مغربی شہر تبریز تک توسیع دی جائے گی کیونکہ یہ علاقہ تیل، گیس اور اس سے متعلق دیگر معدنیات کا مرکز ہے۔ تبریز سے انقرہ تک گیس پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ پہلے سے موجود ہے۔

◐ تیل کی مصنوعات کی صنعت: 280 بلین امریکی ڈالر کا بڑا حصہ ایران میں تیل اور گیس کی صنعت کو ترقی دینے پر صرف کیا جائیگا جسے امریکی پابندیوں کی وجہ سے ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔

◐ مواصلاتی رابطے اور سائبر سپیس (Cyber Space): معاہدے کے مسودے میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایران کے مواصلاتی نظام کو ترقی دینے کے لیے چین فائیو جی (5G) کا ڈھانچہ بھی تعمیر کرے گا۔ اس طرح چین کی معروف کمپنی Huawei ایرانی مارکیٹ میں داخل ہوجائے گی۔ اس کمپنی پر امریکہ کی جانب سے عائد پابندیوں کی وجہ سے برطانیہ اور آسٹریلیا سمیت دنیا کے کئی ممالک نے اس کمپنی کے ساتھ کاروبار کرنے پر پابندی لگا دی ہے۔ چین اپنے BeiDou نظام کی بدولت ایران کے سائبر نظام سے متعلق افراد کو تربیت فراہم کرے گا جس سے ایران کے لیے چین کی طرح اپنے اردگرد ''عظیم آتشی دیوار'' قائم کرنا آسان ہوجائے گا۔

◐ تزویراتی اہمیت کے حامل منصوبے: مثلاً جبوتی بیس (Djibouti Base)، گوادر پورٹ، خلیج فارس میں واقع قشم کا جزیرہ' آبادان کے نزدیک ماکو کا آزاد تجارتی علاقہ؛ گوادر اور چاہ بہار کی بندرگاہیں؛ چاہ بہار سے 350 کلومیٹر کے فاصلے پر بندر جسک اور وہاں کے آزاد تجارتی علاقے کی سہولتیں چین کو حاصل ہوں گی جو مغربی دنیا اور امریکی اقتصادی مفادات کے لیے براہ راست چیلنج ہوں گے۔ ان بدلتے ہوئے تزویراتی ماحول کے پس پردہ کرشماتی حقیقت (Magical Realism) کی تشریح بھی واضح ہوگی اور نئے عالمی نظام کے خدوخال بھی نمایاں ہوں گے جیسا کہ یہ دانشمندانہ تحقیق بتاتی ہے:

''ایران کی گردن پر سے امریکہ کا گھٹنا ہٹ چکا ہے۔''

''عالمی سوچ اور طاقت کے توازن میں ڈرامائی تبدیلیاں رونما ہوچکی ہیں۔''

''بلندترین تعلیمی شرح رکھنے کے باوجود امریکہ علم اور عام فہم کے اوصاف سے عاری نظر آتا ہے۔''

''چین' پاکستان' افغانستان' ایران اور وسطی ایشیا پر مشتمل ایک نیا تزویراتی اقتصادی نظام قائم ہونے جا رہا ہے جو روس کے لیے بڑا اہم ہے کہ وہ بھی اس میں شامل ہوجائے تاکہ اس کے لیے بحرعرب کے گرم پانیوں تک پہنچنا آسان ہوجائے۔''

''یہ تمام صورت حال پاکستان کے لیے حوصلہ افزا ہے۔''

◐ امریکہ اور بھارت کو عنقریب افغانستان میں شرمناک ہزیمت اُٹھانا پڑے گی کیونکہ اب افغانستان کا اسلامی امارت بننا ایک حقیقت ہے جو امریکہ کو سخت ناپسند ہے۔ 1989ء سے

لے کر اب تک امریکہ افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کی راہ میں رکاوٹیں ڈالتا رہا ہے اور حال ہی میں جب افغانستان سے نکلنے کے معاہدے پر دستخط کیے گئے تو ''امریکہ افغانستان میں اسلامی امارت کے قیام کو قبول نہیں کرتا'' جیسے الفاظ بارہ مرتبہ دہرائے گئے۔ اس معاہدے پر کسی امریکی حکومت کے نمائندے کے دستخط بھی نہیں ہیں۔ اس قسم کے جابرانہ رویے سے امریکہ کی ناقص سفارتی سوچ کا اظہار ہوتا ہے جو ایک عظیم طاقت کے شایانِ شان نہیں ہے۔

- افغانستان میں رونما ہونے والے واقعات سے کشمیر میں جاری تحریک آزادی میں نیا ولولہ پیدا ہوگا جیسا کہ 1990ء میں روسی انخلاء کے بعد افغانستان میں پیدا ہوا تھا اور یہ تحریک جہادی تحریک میں بدل جائے گی جس سے بھارت کے سامنے صرف دو راستے ہوں گے کہ وہ یا تو کشمیر سے نکل جائے یا پھر اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے کشمیری عوام کو ان کا حق خودارادیت دے۔

ان حالات میں پاکستان کے لیے سنہری مواقع بھی ہیں اور خطرات بھی ہیں۔ مثلاً:

- پاکستان کو چاہیے کہ بدلتے ہوئے حالات کو موقع غنیمت سمجھے اور ایران اور افغانستان کے ساتھ ہر سطح پر اپنے روابط کو مستحکم کرے۔
- ایران تا پاکستان گیس پائپ لائن کے منصوبے کو مکمل کرنے کے ساتھ ساتھ سڑک اور ریلوے لائن کے رابطے قائم کرے۔
- کوئٹہ سے زاہدان ریلوے کے نظام کو بہتر بنائے۔
- کوئٹہ اور پشاور سے اندرون افغانستان سڑک اور ریلوے لائن کو توسیع دے۔
- امریکہ اور اس کے ایشیا پیسفک کے اتحادی، پاکستان کے تزویراتی مفادات کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش کریں گے جس کے سدباب کے لیے حکمت عملی مرتب کرنا ضروری ہے۔

ایران اور چین کے مابین ہونے والے اس معاہدے نے ایک سیاسی و تزویراتی طوفان کھڑا کر دیا ہے جو نئے عالمی نظام کے خدوخال واضح کرتا ہے اور اقتصادی و معاشرتی ترقی کے لیے باہمی اعتماد کی اہمیت بھی اُجاگر کرتا ہے۔ چین مالی نظام کے قیام کے حوالے سے امریکہ کو شکست دینے میں کامیاب ہوا ہے۔ یہ امریکہ اور اس کے ''زیادہ سے زیادہ دباؤ'' کی پالیسی کی تزویراتی شکست ہے جو اچھائی کو برائی پر فوقیت دلائے گی۔ متحارب (باقی برصفحہ **64**)

اقبال جسے ہم نے فراموش کر دیا!

پروفیسر ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

(بشکریہ ماہنامہ نظریۂ پاکستان لاہور، اپریل 2020ء)

علامہ اقبال کی حیثیت ہماری ملّی تاریخ میں بزرخی سنگ میل کی سی ہے۔ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد برصغیر میں اقبالؒ وہ شخصیت ہیں جنہوں نے ہمیں تہذیبی سطح پر وہ شعور دیا جو قوموں کی زندگی، بقا اور تسلسل کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ بطور قوم ہم نے اقبال کا تذکرہ ماند نہیں پڑنے دیا۔ ہمارا کم و بیش ہر مکالمہ اور ہر بیانیہ کسی نہ کسی حوالے سے اقبال سے ضرور متأثر اور متعلق ہوتا ہے اور سال میں دو مواقع ایسے ضرور آتے ہیں جب اقبالؒ کا ذکر پورے زور وشور سے کیا جاتا ہے۔ تاہم اس کے ساتھ ہی ایک لمحہ فکریہ بھی ہے کہ ہم اقبال کے ذکر کو ایک رسمی انداز سے آگے نہیں بڑھا سکے۔ فکر اقبال کی جو تفہیم کی جانی چاہیے تھی وہ عامتہ الناس کی سطح پر تو کیا ہوتی، علمی اور تحقیقی اداروں میں بھی کما حقہ نہیں ہو سکی۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہماری قومی زندگی، ہمارا ملکی نظام اور اجتماعی اسلوبِ فکر و عمل اقبال سے کوسوں دور ہے۔ قوم کشتہ سلطانی و ملائی و پیری کا اسی طرح منظر پیش کر رہی ہے جس طرح یہ سب کچھ اقبال کی اپنی زندگی میں تھا۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبالؒ کی فکر اور رہنمائی قیامِ پاکستان کی اساس ہے جس کا اعتراف بانئ پاکستان حضرت قائداعظمؒ نے بھی کیا۔ مگر نسلِ نو کو کبھی بھی ایک مربوط اور منظّم انداز سے فکر اقبال سے روشناس کروانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ آج ہمیں جن طرح طرح کے چیلنجوں کا سامنا ہے، یہ تقاضا ماضی کی نسبت کہیں زیادہ بڑھ گیا ہے کہ ہم اقبال کا تذکرہ صرف رسمی حد تک

ہی محدود نہ رکھیں بلکہ فکرِ اقبال کو اپنے قومی نظامِ تعلیم و تربیت کا حصہ بنائیں۔

اس کا آغاز کہاں سے ہو؟ اس کے لیے ہمیں اقبال کی کم از کم وہ تحریریں جو ان کی فکر کی نمائندہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہمارے آج کے حالات سے بھی متعلق ہیں وہ ناگزیر طور پر ہمارے نصاب کا حصہ ہونی چاہئیں۔ ان میں تین تحریریں نمایاں ہیں: خطبہ الٰہ آباد، ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر اور اسلام اور قومیّت۔

خطبہ الٰہ آباد کو ہماری تحریک آزادی میں میگنا کارٹا کی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ یہ وہ دستاویز ہے جس نے ہندوستان میں ایک آزاد اور الگ مسلم مملکت کے قیام کی نظریاتی، دستوری اور عملی بنیادیں فراہم کیں۔ علامہ پہلے مفکر ہیں جنہوں نے دورِ جدید میں مسلم تہذیب کی تقدیر کو ایک آزاد اور الگ مسلم ریاست کے قیام سے منسلک کرتے ہوئے قرار دیا کہ اسلام خود ایک تقدیر ہے اور اسے کسی دوسرے تقدیر کے حوالے نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام کا اخلاقی نصب العین اور سیاسی نظام ایک وحدت ہے۔ اسلام کا معاشرتی ڈھانچہ اس کے اخلاقی نصب العین اور اسلامی قانون کے تحت وجود میں آتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے اس خطبے میں ہندوستان کی سیاسی کشمکش کو نظری مسئلے کی بجائے ایک زندہ اور عملی مسئلہ قرار دیا جس سے اسلام کے دستورِ حیات اور نظامِ عمل کے تار و پود متأثر ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ پس منظر تھا جس میں علامہ اقبال نے فرمایا کہ شمالی مغربی ہندوستان میں ایک آزاد مسلمان مملکت کا قیام ہندوستان کے مسلمانوں کا مقدر ہے۔ اگر ہم ماضی کی تاریخ کو دیکھیں تو حقیقت یہ ہے کہ خطبہ الٰہ آباد مسلم تہذیب، مسلم سیاست اور بحیثیت ملت اس کے سیاسی مستقبل کی تفہیم کی ایسی دستاویز ہے جس کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اپنی اس بصیرت کی بنیاد پر اقبال نے اسلام کو مسلمانوں کی بقا کی اساس قرار دیا نہ کہ اس کے برعکس۔

علامہ اقبالؒ کی دوسری تحریر 'ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر' ہے۔ اس تحریر کی اہمیت موجودہ حالات میں اس لیے بھی زیادہ ہے کہ اس معاملے کو ہمیشہ کے لیے حل کر دینے کی ضرورت ہے کہ قوم کیا ہوتی ہے اور کس طرح وجود میں آتی ہے۔ اور پاکستانی قوم بطور قوم کیا ہے؟ اس کے اجزائے ترکیبی کیا ہیں؟ اور خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ کے تناظر میں پاکستانی قوم کی تعریف کیا ہو گی؟ اس مضمون میں علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ مسلم قوم کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان امور کو زیرِ غور لایا جائے: مسلم قوم کی ہیئت ترکیبی، اسلامی تمدن

کی یک رنگی اور مسلمانوں کی اس سیرت کا نمونہ جو مسلمانوں کے قومی وجود کے تسلسل کے لیے لازمی ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ قومیّت کا اسلامی تصور دوسری اقوام کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ ہماری قومیت کا اصول نہ اشتراکِ زبان ہے، نہ اشتراکِ وطن اور نہ اشتراکِ اغراض اقتصادی۔ بلکہ ہم سب اس برادری کا حصہ ہیں جو جناب رسالت مآب ﷺ نے قائم فرمائی تھی۔ قومیّت کے جدید تصور نے بین الاقوامی سطح پر قوموں میں غلط فہمیاں پیدا کی ہیں اس سے پولیٹیکل سازشوں اور منصوبہ بازیوں کا بازار گرم ہوا ہے جبکہ اسلام دنیا میں اس طرح کے ہر شرک جلی و خفی کے خاتمے کے لیے آیا۔ اس تحریر میں علامہ اقبال نے اسلامی تمدن کی یک رنگی اور یکسانیت کو زندگی کے مختلف شعبوں میں مسلمانوں کے کارناموں کے ساتھ واضح کیا ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسا اجتماعی کردار تشکیل دینا ہے جو ہمارے قومی وجود کے تسلسل کا باعث ہو۔ ہماری قومی سرگرمیوں کی محرک اقتصادی اَغراض نہیں ہونی چاہئیں بلکہ قوم کی وحدت کی بقا اور اس کی زندگی کا تسلسل قومی آرزوؤں کا ایک ایسا نصب العین ہے جو فوری اغراض کی تکمیل کے مقابلے میں زیادہ اشرف و اعلیٰ ہے۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ہماری قوم کا شیرازہ اسی وقت تک بندھا رہ سکتا ہے جب تک کہ ہم مذہب اسلام اور تہذیب اسلام کے ساتھ منسلک ہیں۔ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں اپنے قدموں پر کھڑا ہونا ہے مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ اگر ہم اچھے کاریگر، اچھے تاجر اور اچھے صنعتکار اور اچھے شہری پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ انہیں پہلے پکا مسلمان بنائیں۔

علامہ اقبالؒ کی تیسری اہم تحریر 'اِسلام اور قومیّت' ہے۔ قومی سطح پر خلفشار کے موجودہ ماحول اس تحریر کی وہی اہمیت ہے جو ایک بیمار مریض کے لیے دوا کی ہے۔ اس تحریر میں علامہ اقبال نے اسلام کے بنیادی سرچشموں کی روشنی میں مسلمان قوم کے اجتماعی وجود کے تعین کا حق ادا کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مسلمان قوم کو محدود ارضی وابستگی سے اپنی شناخت طلب نہیں کرنی چاہیے۔ وطن انسانی ہیئت اجتماعی کا ایک اصول ہے اور اس اعتبار سے جدید سیاسی تصور ہے مگر اسلام جو خود ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کا قانون ہے وطن بطور جدید سیاسی تصور کے اس سے متصادم ہے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ مسلمان قوم ایک وحدت ہے۔ اور یہ کسی طور پر بھی ممکن نہیں کہ یہ دینی و شرعی لحاظ سے تو قوانین الٰہی کی پابند ہو مگر ملکی اور وطنی لحاظ سے کسی ایسے دستورِ عمل کی پابند ہو جو ملّی دستور اصول سے مختلف بھی ہو۔ بلکہ مسلمان قوم تو ایک ایسی ملت ہے جس میں

قبیلہ، رنگ و نسل، زبان وطن اور اس طرح کے ہزار ہا پہلوؤں سے بالاتر ہو کر تمام افراد و گروہ یکجان و یک وجود ہو گئے ہیں۔ گویا ملت یا اُمت اقوام کی جاذب ہے اور خود ان میں جذب نہیں ہو سکتی۔ یہی وہ تصور ہے جو اس دعا سے بھی نمایاں ہوتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے تعمیر کعبہ کی تکمیل پر کی تھی۔

اس تحریر میں علامہ ایک بنیادی نکتے کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر اس طرح کی شناختوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انحصار کر کے قوم کی تشکیل کرتے تو یہ راہ ایک وطن دوست کی راہ ہوتی نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ نہ ہوتی۔ کیونکہ نبوتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غایت اور مقصود ہی یہ ہے کہ ایسی قوم تشکیل کی جائے کہ جو قانونِ الٰہی کی پابند ہو اور زمان، مکان، وطن، نسل، نسب، زبان، جیسی محدود وابستگیوں سے بالاتر ہو۔ اگر یہی اعلیٰ منزل تاریخی عمل کے ذریعے حاصل کرنا ہوتی تو اس کے لیے خدا جانے کتنی صدیاں درکار ہوتیں مگر آپ نے یہ کام صرف تیرہ برسوں میں مکمل کر دیا۔ اس تحریر میں علامہ اقبال نے ہندوستان کی تحریک آزادی میں مسلمانوں کی جدوجہد کا بھی یہی مقصد قرار دیا۔ فرمایا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری آزادی کے لیے جدوجہد سے اگر ہندوستان مکمل طور پر نہیں تو اس کا کوئی حصہ ہی ان اعلیٰ انسانی اقدار کا مظہر بن جائے جو اسلام نے عطا کی ہیں۔ اگر آزادئ ہند کا یہ نتیجہ ہونا ہے کہ جیسا اس کا حال اب ہے ویسا بعد میں بھی ہو یا اس سے بھی بدتر بن جائے تو مسلمان ایسی آزادی وطن پر ہزار بار لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی آزادی کے لیے لکھنا، بولنا، روپیہ صرف کرنا، لاٹھیاں کھانا، گولی کا نشانہ بننا سب کچھ حرام اور قطعی حرام سمجھتا ہے۔

یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ قوم کا جو تصور بانیانِ پاکستان کے پیش نظر تھا اور جس کی وضاحت علامہ اقبال کی مذکورہ بالا تحریروں میں موجود ہے، آج ہم اس سے کتنا دور ہو چکے ہیں۔ سبب وہی کہ ہم نے نہ اس تصور کی اہمیت محسوس کی، نہ اسے قومی نظام تعلیم و تربیت میں شامل کر کے نسل نو کے شعور کا حصہ بنایا۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اس کوتاہی کا ازالہ کریں اور ان خطرات کے سامنے بند باندھیں جو مسلسل ہمارے قومی وجود کا شیرازہ بکھیر رہے ہیں۔ اس وقت جب کہ وزیر اعظم پاکستان نے بھی اپنے ایک بیان میں قومی تعلیمی نصاب کی تشکیل نو اور اسے قومی تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی بات کی ہے اقبال کی مذکورہ بالا تین تحریریں ہمیں سوئے منزل گامزن کر سکتی ہیں۔

فتنۂ تصویر کی پذیرائی، ایک المیہ

مولانا عبد القیوم حقانی

(بشکریہ ماہنامہ القاسم نوشہرہ، جولائی 2020ء)

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نے اپنے پیش رَو اکابر _ مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا احمد سعید جلال پوریؒ _ کی طرح صلحاء وعلماء اور قائدین وعمائدین اُمت کے نام بڑا پیارا پیغام دیا ہے کہ ملت اسلامیہ اگر صحت و عافیت سمیت دنیا کی قیادت وسیادت کی مالک بننا چاہے تو اسے اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے رشتے کو مضبوط کرنا ہوگا۔ قرآن کریم میں یہی پیغام اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس طرح دیا ہے کہ

وَاعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَّلَا تَفَرَّقُوۡا وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ اِذۡ كُنۡتُمۡ اَعۡدَآءً فَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِكُمۡ فَاَصۡبَحۡتُمۡ بِنِعۡمَتِهٖۤ اِخۡوَانًا وَكُنۡتُمۡ عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنۡقَذَكُمۡ مِّنۡهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمۡ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ (103:03)

ترجمہ: ’’اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ نے تم پر جو انعام کیا ہے اسے یاد رکھو کہ ایک وقت تھا جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اللہ کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اللہ نے تمہیں اس سے نجات عطا فرمائی۔ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں کھول کھول کر واضح کرتا

ہے تا کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔‘‘

علمی دنیا میں جواں سال فاضل مولانا محمد مصطفیٰ اعجاز کا نام اتنا معتبر اور کام ایسا مستند ہے کہ ان کے لیے کسی تعارف، پیش لفظ اور مقدمہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور خود شاید انہیں بھی اس کا اندازہ نہ ہو......

ے اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے
کچھ اس میں تمسخر نہیں واللہ نہیں ہے

انہوں نے جب سے قلم کی دنیا میں قدم رکھا ہے تب سے ان کا اشہب قلم...... ع کامیابی تو کام سے ہوگی...... گنگناتے ہوئے سرپٹ دوڑ رہا ہے، صفحۂ قرطاس پر اس کی روانی اور جولانی دیدنی اور باعث حیرانی ہے، ماہنامہ بینات کے ادارتی کالم گونا گوں عناوین پر مضامین کے انبار لگاتے جا رہے ہیں، حالاتِ حاضرہ کی دست شناسی اتنی حکمت اور مہارت سے کرتے ہیں کہ قاری کو اس کے دکھ درد کا مرہم فراہم ہو جاتا ہے جو کچھ لکھتے ہیں مفصل اور بہت صحیح لکھتے ہیں اور سچ کے سوا کچھ نہیں لکھتے ہیں، آپ منجھے ہوئے وقائع نگار ہیں صرف حقائق و دقائق پر نظر رکھتے ہیں، مخالف و معاند اور مقتدر افراد کا تذکرہ بھی لکھیں گے تو عدل وانصاف اور پوری امانت و دیانت کے ساتھ۔ موصوف کو پہلے ہی سے یہ پڑھا دیا گیا ہے کہ قلم کی دولت ایک بھاری امانت ہے اس کی ذرہ سی لغزش بھی بڑی خیانت ہے۔ (نٓ ۞ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۞) (ن (اے پیغمبرؐ!) قسم ہے قلم کی اور اس چیز کی جو وہ لکھ رہے ہیں)۔ ع قلم اٹھانے سے پہلے قلم کو پہچانو

اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی صلاحیت ایک بڑی امانت ہوتی ہے چاہے وہ طاقت ہو یا صحت، حکومت ہو یا دولت، جو لوگ اس روشن حقیقت سے واقف نہیں ہوتے وہ طاقت پا کر مغرور اور ظالم بن جاتے ہیں، صحت کو عیاشی کی راہ میں صرف کرتے ہیں، حکومت کو ظلم وانتقام اور فرعونیت کا زینہ بنا لیتے ہیں اور دولت سے قارون بن کر زر پرست بن جاتے ہیں اور قلم کو جو قلمکار امانت نہیں سمجھتے وہ نجیب، محفوظ، سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین بن کر زمین میں فساد اور بگاڑ کو فروغ دیتے ہیں، تعلیمات قدسیہ، سنن نبویہؐ، شرم وحیا، عزت وعفت اور شرافت وطہارت کو برسر بازار نیلام چڑھا دیتے ہیں۔

مولانا محمد مصطفیٰ اعجاز قلم کی امانت اور اس کے تقاضوں کو بخوبی سمجھتے ہیں واقعہ اور موضوع کے تمام جزئیات پر مکمل تحقیق کے بعد ہی قلم اٹھاتے ہیں۔ ذیل میں ان کے ادارتی کالم کا ایک شہ کار اقتباس نذر قارئین کر رہے ہیں جس میں انہوں نے عامۃ المسلمین سمیت زعماء و قائدین، عمائدین، طلباء و مدرسین، جمیع مشائخ و مریدین، مفتیان کرام و مبلغین بلا امتیاز ذمہ دارانِ مدارس و مہتممین کو مخاطب کیا ہے، کیا ارباب فضل وکمال اور داعیین کے انبوہ میں کوئی حق پرست اور رجل رشید ایسا بھی مل جائے گا جو بات سمجھ کر مزید آگے بڑھے اور پورے عالم میں حقانیت کے جھنڈے گاڑ دے....

گوئے توفیق و سعادت درمیان افگندہ اند

کس بہ میداں در نمے آیا سواراں را چہ شد

اعلاء کلمۃ الحق کی یہ آواز اگر چہ نقار خانے میں طوطے کی آواز سہی، مگر بارگاہ حق میں سرخروئی اور کامیابی کا ذریعہ اور اس کے قہر وغضب سے بچنے کا وسیلہ ہے، مجھے یقین ہے علمی و دینی اور مذہبی قوتیں اس حوالے سے بھی ایک واضح متفقہ موقف اور مشن کی تکمیل کے لیے دوٹوک اور کامیاب لائحۂ عمل اپنائیں گے۔

عذاب سے نجات کے لیے مساجد کو آباد اور فتنۂ تصویر ختم کیا جائے:

مدارس ومساجد اور جامعات میں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہے، احادیث کو پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے، جس میں بار بار درود شریف پڑھا جاتا ہے، جہاں قرآن کریم کی تلاوت ہوتی ہو، اللہ تعالیٰ کا بار بار نام لیا جاتا ہو، درود شریف پڑھا جاتا ہو، وہاں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، وہاں رحمت کے فرشتوں کا بسیرا ہوتا ہے، یہ تو پورے ملک سے وبائی امراض کے دفع کرنے کے مراکز ہیں، آپ ان کو بند کر کے گویا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے نزول کو روکنا چاہ رہے ہیں اس کرونا وائرس کی روک تھام کے لیے سعودی عرب اور عرب امارات نے بہت سارے اقدامات کیے، لیکن مساجد کا نمازیوں کے لیے بند کرنا ان کا ایسا اقدام ہے جو شرعاً ناجائز ہے، ایسے حالات میں تو مساجد کو آباد کرنے کی ضرورت ہے۔

آج ہمارے علماء کرام اور دین دار طبقہ میں ایک گناہ بہت زیادہ کیا جا رہا ہے اور وہ ہے

موبائل کے ذریعہ تصویریں بنانے کا شوق اور وہ بھی اللہ کے گھر میں، مساجد، مدارس اور دینی تقریبات میں، حد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کعبۃ اللہ کو پیٹھ کر کے لوگ تصویریں بنا رہے ہوتے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ کو غصہ نہیں آئے گا؟ اللہ ان کو اپنے گھر سے دفع نہیں کرے گا؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہیں آئے گا کہ جاؤ نا! تم اتنے ناپاک ہوگئے ہو کہ ہمارے گھر میں آنے کے قابل نہیں رہے اور دوسری طرف ہمارے دینی مدارس اور مساجد میں قرآنی تقریبات اور ختم بخاری کی تقریبات بڑے دھوم دھام، فخر ومباہات اور اسراف وتبذیر کے ساتھ ہو رہی ہیں، جو بجائے کم ہونے کے اور زیادہ بڑھ رہی ہیں اور انہی دینی تقریبات اور روحانی محافل میں، جو اللہ تعالیٰ کے گھر (مساجد) میں جہاں رحمت کے فرشتوں کا بسیرا ہوتا ہے، قرآن کریم اور احادیث موجود ہوتی ہیں، لیکن ہمارے علمائے کرام، طلبہ اور دین دار لوگوں کی دھڑا دھڑ موویاں بن رہی ہوتی ہیں، لائیو پروگرام نشر ہو رہے ہوتے ہیں، تصویریں اور فوٹو گرافی ہو رہی ہوتی ہے اور کوئی ان کو روکنے والا نہیں، اس منکر کے خلاف کوئی کھل کر مخالفت نہیں کرتا، تو اب اللہ تعالیٰ کا غضب اور قہر نازل نہیں ہوگا تو کیا ہوگا؟

ہمارے علماء کرام اور مفتیان عظام کو چاہیے کہ وہ بیٹھ کر متفقہ طور پر یہ بات طے کریں کہ کم از کم دینی تقریبات، خصوصاً قرآن کریم، ختم بخاری کی تقریبات کو اس گناہ بے لذت سے پاک رکھیں اور مساجد میں فوٹو اور تصویر کھینچنے اور مووی بنانے کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دیں، تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کم ہوگی اور اس طرح کی وبائیں، امراض، آفات اور مصائب و آلام رک جائیں گے، اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے گھروں کا اکرام نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اسی طرح اپنے گھروں سے ہمیں نکال دیں گے۔ وَلَا فَعَلَ اللّٰہ ذَالِکَ

(اقتباس از: اداریہ ماہنامہ بینات، رمضان 1441ھ)

''ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے گروی ہے''۔ (القرآن 74:38)

کشمیر لہولہو۔خونِ مسلم ارزاں کیوں!۔اُمت مسلمہ کہاں ہے؟
تحریک آزادئ کشمیر رنگ لائے گی ایک دن۔۔ان شاء اللہ

ابوفیصل محمد منظور انور

بیسویں صدی عیسوی میں 27 رمضان المبارک 1366ھ بمطابق 14/اگست 1947ء کے دن مسلمانوں کے لئے علیحدہ وطن پاکستان کا قیام عمل میں آ گیا تھا مگر لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے برطانوی سازش کو پروان چڑھاتے ہوئے ضلع گرداسپور کو مشرقی پنجاب میں شامل کر کے تنازعہء کشمیر کی بنیاد رکھی حالانکہ تقسیم برصغیر کے وقت ریاستوں کو پاکستان یا ہندوستان کے ساتھ اِلحاق کرنے یا پھر اپنی آزاد حیثیت کو برقرار رکھنے کا اختیار دیا گیا تھا مگر تقسیم ہند کے فوری بعد بھارت نے عالمی معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے مسلم اکثریتی ریاست کشمیر سمیت حیدر آباد دکن، جونا گڑھ ومناوَدر اور دیگر مسلمان اکثریتی علاقوں پر طاقت کے ذریعے غیر قانونی قبضہ کر لیا تھا۔ جذبہ حریت سے سرشار کشمیری مسلمانوں اور قبائلیوں نے مل کر جہاد کیا اور وادئ کشمیر کا 5 ہزار مربع میل کا علاقہ بھارتی چنگل سے آزاد کرا لیا جہاں آج آزاد کشمیر کی حکومت ہے مگر ابھی تک تقریباً 80 ہزار مربع میل علاقہ گزشتہ 73 سالوں سے بھارت کے غاصبانہ قبضہ میں ہے جب کشمیری مسلمانوں اور قبائلی مسلمان مجاہدین نے مل کر جہاد شروع کیا تو بھارت جھوٹا واویلا کرتے ہوئے اقوامِ متحدہ چلا گیا اور اس سے فیصلے کی درخواست کی۔ 30 اکتوبر 1947ء کو ہندوستان کے وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خان کو سرکاری ٹیلیگرام بھیج کر یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم آپ کو مکمل یقین دہانی کراتے ہیں کہ جیسے ہی امن ہوگا اور حالات بہتر ہوں گے

ہم اپنی تمام فوجیں کشمیر سے نکال لیں گے اور اس بات کا فیصلہ رائے شماری کے ذریعے کشمیریوں کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے گا کہ وہ پاکستان یا بھارت میں کس کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ یواین او نے ایک پانچ رکنی کمیشن بنایا اس کمیشن کے تحت دونوں حکومتوں کے مابین تین نکات پر اتفاق ہوا اور سیز فائر ہوگیا تھا۔ جو قرارداد منظور ہوئی اس میں واضح طور پر لکھا تھا کہ جموں اور کشمیر کے مستقبل کا فیصلہ اس علاقے کی عوام کے آزادانہ رائے حق دہی کے اصول کے مطابق جمہوری طریقے سے کیا جائے گا۔ یواین او کے ہر آنے والے سیکرٹری جنرل کی میز پر کشمیر کے مستقبل بارے منظور ہونے والی قراردادیں موجود ہوتی ہیں جن میں لکھا ہے کہ سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کمیشن کی رائے سے کشمیر میں Plebiscite ایڈمنسٹریٹر مقرر کریں گے جن کی غیر جانبداری، اصول پرستی اور ایمانداری مسلمہ ہوگی اور جسے فریقین کا اعتماد حاصل ہوگا۔مگر منظور شدہ قرار دادوں پرعمل درآمد کی نوبت ہی نہیں آئی ہے۔

جنوبی افریقہ کے عظیم لیڈر نیلسن منڈیلا نے ستمبر 1998ء میں ڈربن میں منعقدہ NAM کانفرنس میں اپنی صدارتی تقریر کے دوران بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری باجپائی، کیوبن صدر فیڈرل کاسترو اور UN سیکرٹری جنرل کوفی عنان کی موجودگی میں بھارتی وفد کے ڈیسک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ تاریخی جملہ کہا تھا کہ ’’کشمیر پر بھارتی قبضہ سراسر ناجائز، غیر منصفانہ اور unsustainable ہے‘‘ انہوں نے دنیا کو وارننگ دیتے ہوئے کہا کہ اگر جلد ہی کشمیر کا کوئی پرامن تصفیہ نہ کرایا گیا تو یہ گلوبل امن اور علاقائی سلامتی کے لیے سنگین خطرات کا باعث ہوسکتا ہے۔ 21ویں صدی کی پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آجائے گی اور پھر NAM جیسی تنظیمیں بھی بے معنی ہوکر رہ جائیں گی۔

26 مارچ 2004ء کو برطانیہ کے وزیر خارجہ جیک سٹرا نے پشاور یونیورسٹی کے ایریا سٹڈی سنٹر میں ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا پاکستان اور انڈیا کے درمیان 1947ء سے جاری مسئلہ کشمیر اگر حل ہوجاتا ہے تو اس سے اسلام اور مغرب کے درمیان غلط فہمی اور نفرتوں کا سلسلہ بھی کم ہوکر ختم ہوجائے گا۔ بھارت کے سابق سیکرٹری اطلاعات ونشریات ایس ایس گل اپنی کتاب The Dynesty میں یہ حقیقت تسلیم کرتے ہیں کہ کشمیر پر بھارت کی کمزور پوزیشن نے اسے اخلاقی طور پر سفارتی محاذ پر ختم کرکے رکھ دیا ہے۔ اقوام متحدہ نے 1948ء سے 1952ء

تک اور پھر بعدازاں کل 22 قراردادیں منظور کیں جس میں کشمیریوں کو ان کے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کے لیے رائے شماری کا حق دیا گیا ہے مگر عالمی طاقتوں کی منافقت کے باعث ان پر عمل درآمد کی نوبت ہی نہیں آئی۔ چار سال قبل ایک کشمیری نوجوان برہان الدین وانی کی شہادت کے بعد سے وادیٔ کشمیر میں بھارتی فوج نے طاقت کا ظالمانہ استعمال شروع کر رکھا ہے۔ 8 جولائی 2016ء سے لے کر اب تک سینکڑوں نہتے کشمیری مسلمان شہید ہو چکے ہیں ممنوعہ پیلٹ گن کے استعمال سے سینکڑوں نوجوان آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو چکے ہیں اور ہزاروں شدید زخمی ہیں۔ پاکستانی حکمرانوں کی مسئلہ کشمیر سے پہلوتہی اور ڈنگ ٹپاؤ کمزور پالیسیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مودی حکومت نے 5 اگست 2019ء کو کشمیر کی بھارت کے ساتھ وابستگی کا ظالمانہ قانون منظور کرتے ہوئے وادیٔ کشمیر میں لاک ڈاؤن کیا (جسے ایک سال ہو چکا ہے جو دنیا میں ہونے والا بدترین لاک ڈاؤن ہے) اور دس لاکھ کے قریب فوج کو تعینات کر کے کشمیر کو ایک ملٹری زون بنا دیا ہے۔ سینکڑوں مسلمان شہید کر دیے گئے ہیں اور ہزاروں کو جیلوں میں ٹھونس دیا گیا ہے جن کی عدالتوں میں بھی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی ہے ان مظالم کے خلاف مسلمان اور دیگر اقلیتیں سراپا احتجاج ہیں۔ بھارتی حکومت کی ڈھٹائی کی کوئی حد نہیں ہے۔

4 مئی 2020ء کو اقوامِ متحدہ کی انسانی حقوق کونسل (UNHRC) کے رپورٹرز نے اپنے خط میں بھارتی حکومت سے کشمیر میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور مظالم کے واقعات کے حوالے سے پولیس اور عدالتی تحقیقات کے بارے درج 14 مقدموں کی معلومات شیئر کرنے کو کہا مگر بھارت نے 16 اگست 2019ء اور 27 فروری 2020ء کو کشمیر میں ہونے والے مظالم پر ان کے پہلے خطوط پر بھی کوئی ردِ عمل نہیں دیا تھا۔ اس سے پہلے بھی دو خطوط میں کشمیر میں بھارت کے ساتھ وابستگی کے بعد اظہار رائے اور اس کے حقوق پر پابندی اور اختلاف رائے پر سوال اٹھائے گئے تھے مگر بھارتی حکومت نے ابھی تک کسی بھی خط کا جواب نہیں دیا ہے۔ 4 جولائی 2020ء کو اقوامِ متحدہ کی انسانی حقوق کونسل (UNHRC) نے جموں و کشمیر میں انسانی حقوق کی بدترین پامالیوں کے 14 واقعات پر اپنے خدشات کا اظہار کیا تھا مگر بھارتی حکومت مدت معین میں اس کا جواب بھی نہ دے سکی اور وہ اقوام متحدہ کے چارٹر اور بین الاقوامی کنونشن کی صریحاً خلاف ورزی جاری رکھے ہوئے ہے۔ اقلیتی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق فروری میں دہلی میں مسلم کش

فسادات میں 53 مسلمان شہید کر دیے گئے جبکہ 200 سے زائد مسلمانوں کو شدید زخمی کیا گیا ۔حکومتی جماعت بھارتیہ جنتا پارٹی کے غنڈے اور پولیس حکومتی ایما پر بھارت اور کشمیر میں نہتے مسلمانوں کے خلاف ظلم و بربریت کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔مقبوضہ کشمیر کے مظلوموں کی سوشل میڈیا پر تصاویر دیکھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے جس سے عالم اسلام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔بدقسمتی سے یو این او اور اسلامی ممالک کی تنظیم OIC سمیت پاکستان کے دوست چند ممالک کی سرد مہری کے باعث اس مسئلہ پر کوئی پیش رفت نہ ہوسکی ہے۔5/اگست کو پاکستانی عوام نے کشمیریوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کرتے ہوئے ملک بھر میں احتجاجی ریلیاں نکالیں اور انھیں ہر قسم کی سیاسی و اخلاقی امداد جاری رکھنے کا عزم دہرایا۔عالمی سطح پر بڑی طاقتوں کے مابین طاقت کے توازن کی نئی صف بندیاں ہو رہی ہیں اقوام عالم بھی مصلحت کوشی کو خیر باد کہہ کر دیرینہ مسائل کو حل کرنا چاہتی ہیں جس سے مسئلہ کشمیر جلد حل ہونے کی توقع ہے۔خطے میں دیرپا قیام امن لانے کے لئے مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرنا ہوگا۔ماضی میں بھارت اور پاکستان کے مابین کئی جنگیں ہو چکی ہیں ایک بار پھر خدشہ ہے کہ اس تنازعے پر دو ایٹمی طاقتیں ٹکرا نہ جائیں اور دنیا کا امن تہ و بالا ہو جائے۔ہندو بنیا حیلے بہانے کر کے اس دیرینہ مسئلے کو طول دے کر ختم کروانے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہے۔قائداعظم مرحوم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ قرار دیا تھا جس کے بغیر پاکستان نامکمل ہے تو یہ بات بھی طے ہے کہ مسئلہ کشمیر مذاکرات سے نہیں صرف اور صرف عملی جہاد سے ہی حل ہوگا اور مسلم دنیا کو جہاد اسلامی کا بھولا ہوا سبق یاد کرنے کی فوری ضرورت ہے جس سے فلسطین اور روہنگیا کے مسلمانوں سمیت دیگر مظلوم مسلمانوں کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔بھارت اور اس کے حاشیہ نشین یہ بات یاد رکھیں کہ جذبہ جہاد سے سرشار کشمیری عوام آزادی کی منزل کے حصول تک اپنی پر امن جدو جہد جاری رکھیں گے اور مجاہدین کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔وہ دن دور نہیں جب ہمارے کشمیری بھائی آزاد ہو کر اقوام عالم میں اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لیں گے۔ان شاءاللہ!

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

شہیدِ بحالیٔ خلافت
سیّدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہما

عابد محمود قریشی

(بشکریہ ماہنامہ سبق پھر پڑھ لاہور، اکتوبر 2019)

صاحبو! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا تھا کہ ''ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں فتنے یوں برپا ہوں گے جیسے کسی مالا کا دھاگا ٹوٹنے سے موتی پے بہ پے زمین پر گرنے لگتے ہیں''۔ اوراسی کے ساتھ ساتھ ذرا اُس حدیث کو بھی اپنے ذہنوں میں تازہ کرلیجیے جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین سیّدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا۔ یہ حدیث صحیح بخاری، کتاب الفتن میں 7096 نمبر کے تحت اور مسلم، کتاب الایمان میں 231 نمبر کے تحت آئی ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؓ نے فرمایا: تم میں سے کون شخص ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح موجزن فتنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد رکھتا ہے؟

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! آپ کو اس سے کچھ نقصان نہیں، کیونکہ آپ کے اور اس (وقت) کے درمیان ایک بند کیا ہوا دروازہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا کھول دیا جائے گا؟''

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، بلکہ توڑ دیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''پھر تو کبھی بند نہ ہوگا''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ہاں، کبھی بند نہیں ہوگا''۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ دروازے کو جانتے تھے؟ اس کے جواب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں ۔ میں نے ان کے سامنے ایسی حدیث بیان کی ہے جو غلط نہیں ہے۔

پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: ''وہ دروازہ کون سا ہے؟''

آپ نے فرمایا: ''عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ''۔

عزیزو! ذرا سا غور کرنے سے یہ بات بھی اظہر من الشمّس ہو جاتی ہے کہ وہ دھاگا ''خلافت راشدہ'' کا دھاگا تھا۔ اگرچہ فتنے اس دروازے کے ٹوٹ جانے کے بعد ہی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہو گئے تھے لیکن جس تسلسل اور تواتر کے ساتھ خلافت راشدہ کے بعد برپا ہوئے، وہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت المناک اور افسوسناک باب ہے، اور اس سے زیادہ افسوسناک اور المناک بات یہ ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعہ کربلا اور عظیم الشان قربانی کا مقصد لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور لوگ غیر مقصود میں ایسے اُلجھے کہ آج تک: ع ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

والی کیفیت ہے۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آدمی کسی شخصیت کی طرف بے اصل اور بے سروپا باتیں صرف اس سے بغض و عناد اور نفرت و کراہت ہی کی وجہ سے منسوب نہیں کرتا، بلکہ اکثر و بیشتر حد سے بڑھی ہوئی عقیدت اور وارفتگی بھی آدمی کو اس فتنے میں مبتلا کر دیتی ہے۔

صرف مجھے ہی اس بات کا شکوہ نہیں، دیکھ لیجیے مشہور ایرانی مصنف اور دانشور استاد شہید مرتضیٰ مطہری بھی اس بات کے لیے شکایت کناں ہیں۔ ''تحریفاتِ واقعہ کربلا'' نامی وہ کتاب، جو درحقیقت آپ کی چند مجالس کی تقاریر و خطبات ہیں اور جسے 'ادارہ اِحیاء تراث اسلامی' کراچی نے شائع کیا ہے، اور جس کا ایک نہایت عمدہ اردو ترجمہ غضنفر حسین بخاری صاحب نے کیا ہے، اس کتاب کے صفحہ نمبر 25 پر آپ بڑے تأسف اور حسرت و اضطراب کے ساتھ کہتے ہیں کہ:

''آج اگر کوئی مصائب امام مظلوم بیان کرنا چاہے، تو اسے چاہیے کہ ان جدید مصائب کا ذکر کرے، اور اس ظلم پر آنسو بہائے، جو غلط اور جھوٹی روایات آپؑ سے منسوب کر کے خود آپ کے منبر سے آپ پر ہو رہا ہے۔ کیونکہ یہ کربلا میں آپؑ پر ہونے والے یزیدی

مظالم سے کہیں بڑا ظلم ہے۔''

چلتے چلتے ذرا صفحہ نمبر 38 اور صفحہ نمبر 72 کے یہ چھوٹے چھوٹے دو جملے سنتے چلئے کہ:

''حادثہ کربلا میں جو کچھ بھی تحریف ہوئی ہے: بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دوستوں ہی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔''

''عاشوراء کے تاریخی حادثے میں ....ہم مسلمانوں، شیعانِ حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے جی بھر کر تحریفیں کی ہیں''۔

اور صفحہ نمبر 86 پر آپ کا یہ فیصلہ کن جملہ وہ ہے جس کے بارے میں، میں اس سے زیادہ اور کیا کہوں کہ: ع متفق گردید رائے بوعلی با رائے من

وہ جملہ بھی سن لیجیے، جو حقیقت سے سرتا سر لبریز جملہ ہے:

''ہمارے اس طرزِ فکر اور اندازِ استدلال نے واقعہ کربلا کی افادیت کھودی''۔

جی ہاں، افادیت کھودی، وہ افادیت کیا تھی؟ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اس عظیم الشان قربانی کا مقصد کیا تھا؟ صاحبو! وہ مقصد تھا بحالیٔ خلافت۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، یہ پکار اور دعوت لے کر اٹھے تھے کہ ظالمو! تم نے اسلام کے نظامِ سیاست کو بگاڑ کر رکھ دیا۔ یہ قیصر و کسریٰ کا طرزِ حکومت تم اسلامی ریاست میں لے آئے۔ ایسا نہ کرو۔ اس نظام کو نہ بدلو جسے میرے نانا چھوڑ کر گئے تھے اور جسے میرے ابوبکر، میرے عمر، میرے عثمان اور میرے بابا علی (رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ) نے قائم رکھا تھا۔ اسی نظام کو بحال کرو، خلافت کو ملوکیت میں نہ بدلو۔ اسی مقصدِ عظیم کی خاطر آپؓ نے نہ صرف اپنی جان، انتہائی بے بسی اور بے کسی کے عالم میں اپنے پروردگار کے سپرد کر دی، بلکہ معصوم بچوں تک کا خون بھی بہا دیا۔ لوگ اس نکتے پر تو غور کرتے نہیں اور بے سروپا قصے کہانیوں میں اُلجھ جاتے ہیں۔ آیئے ذرا اس اندوہناک واقعے پر بھی ایک نظر ڈال لیتے ہیں۔

یہ 60ھ ہے، 22 رجب کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔ آپؓ نے اپنی وفات سے دس سال پہلے ہی بعض بزرگ صحابہ، جیسے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر اپنے بیٹے یزید بن معاویہ کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ اس وقت جن پانچ کبار صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے انکار کیا تھا وہ یہ تھے:

1۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ 2۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

3۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ 4۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

5۔ حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ

اب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یزید نے اپنی خلافت کی بیعت لینا شروع کر دی۔اس وقت مدینہ کا گورنر ولید بن عتبہ بن ابوسفیان تھا جو کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا اور یزید کا چچازاد بھائی تھا۔اس نے حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی طرف اپنا قاصد بھیجا کہ آپ یزید کی بیعت کر لیجیے۔حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''مجھے سوچنے کی مہلت دو اور جلدی نہ کرو''۔ولید نے آپ کو مہلت دیدی۔آپ مدینہ منورہ سے سفر کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔

اس صورت حال میں کوفہ کے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آنے لگے،اور اپنے قاصد بھیجنے لگے،خطوط روانہ کرنے لگے جن میں لکھا ہوتا تھا کہ: ''ہم نے آپ کے انتظار میں ابھی تک یزید کی بیعت نہیں کی،آپ ہمارے پاس تشریف لے آیئے،ہم آپ کی بیعت کرلیں گے''۔اس وقت کوفے کے گورنر نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ تھے،جو کہ ایک معروف انصاری صحابی تھے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خود کوفہ جانے سے پہلے، حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور ان سے کہا کہ: ''آپ پہلے کوفہ جائیں اور وہاں کے حالات کا جائزہ لیں، اگر کوفہ کے لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہ صحیح ہے تو پھر ہم کوفہ جائیں گے۔''

حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ سے روانہ ہو کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔وہاں سے آپ نے کوفہ کے راستے سے واقف دو راہبر ساتھ لیے۔یہ راہبر آپ کو عام ڈگر سے ہٹ کر ریگستانی علاقے سے کوفہ لے گئے۔ریگستانی علاقے کی وجہ سے چھاگلوں میں ذخیرہ پانی ختم ہوگیا اور ان دو رہبروں میں سے ایک شدید پیاس سے بلک بلک کر جان بحق ہوگیا۔تاریخ بتاتی ہے کہ اس دوران میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ مجھے اس خدمت سے سبکدوش کر دیا جائے مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا کہ نہیں،آپ ضرور کوفہ جایئے۔یہ پیغام پڑھ کر حضرت مسلم بن عقل کوفہ روانہ ہوگئے۔کوفہ پہنچ کر آپ نے جس شخص

کے ہاں قیام کیا اس کا نام تھا مسلم ابن عوسجہ اسدی۔ کوفہ کے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نمائندے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لے آئے ہیں، تو وہ لوگ چوری چھپے آ کر آپ کے ہاتھ پر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے لگے۔ تاریخ کی تمام کتابیں کہتی ہیں کہ جن لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، ان کی تعداد بارہ ہزار کے لگ بھگ تھی۔

یزید کے حامیوں میں ایک شخص عبید اللہ بن مسلم تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہے، تو اس نے آپؓ سے کہا کہ: ''یا تو آپ واقعی کمزور و ناتواں ہیں یا جان بوجھ کر بن رہے ہیں۔ ملک میں فساد پھیل رہا ہے''۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا کہ ''وہ قوت و طاقت جس میں خدا سے سرکشی ہو، اس سے مجھے وہ ضعف و ناتوانی عزیز تر ہے جو مجھے خدا کے حلقہ اطاعت سے باہر نہ کرے''۔ عبید اللہ بن مسلم نے حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کی یہ بات یزید کو لکھ بھیجی۔ یزید کا ایک آزاد کردہ مسیحی غلام تھا جس کا نام سرجون تھا، یزید امورِ مملکت کے بارے میں اس سے مشورہ کیا کرتا تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر سرجون نے یزید کو مشورہ دیا کہ کوفہ کا والی بھی ابن زیاد ہی کو بنا دیجیے۔ کیونکہ وہ اس وقت موزوں ترین شخص ہے، بلکہ اس نے یہاں تک کہا کہ: اگر اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ زندہ ہوتے تو وہ بھی آپ کو یہی مشورہ دیتے۔

ابن زیادہ پہلے بصرہ کا گورنر تھا لیکن ان دنوں یزید اس سے ناراض تھا اور اس نے اسے بصرہ سے بھی معزول کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن سرجون کے مشورے کے بعد یزید نے ابن زیادہ کو اپنی خوشنودی و رضامندی کا خط لکھا اور کہا کہ ''ہم نے تمہیں نہ صرف بصرہ کا بلکہ کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا۔ تمہارے ذمے یہ مہم ہے کہ تم کوفے میں مسلم بن عقیل کو تلاش کرو اور مل جائیں تو انہیں قتل کر دو''۔

ابن زیاد نے اپنے ساتھ بصرہ کے کچھ سرداروں کو لیا اور ڈھاٹا باندھ کر کوفہ آ گیا۔ کوفے میں اس نے کیا دیکھا کہ وہ جس مجلس کے پاس سے بھی گزرتے ہوئے سلام کرتا ہے، لوگ اس کے جواب میں کہتے ہیں ''عليك السلام يا ابن بنت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم'' اے فرزند دختر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے سلام، چونکہ اس نے ڈھاٹا باندھا ہوا تھا اس لیے لوگ اسے حسین ابن علی رضی اللہ عنہ

سمجھنے لگے۔ابن زیاد قصر امارت میں جا اُترا۔

اب ابن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی تلاش شروع کی۔اس نے ایک چال چلی۔اپنے ایک آزاد کردہ غلام معقل کو تین ہزار درہم دیے اور کہا کہ: اس شخص کا کھوج لگاؤ جس کے ہاتھ پر کوفے والے بیعت کر رہے ہیں۔لوگوں سے یہ کہنا کہ تم حمص سے آئے ہو اور حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا چاہتے ہو اور یہ رقم بھی ہدیہ کرنا چاہتے ہو۔

وہ غلام حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی کھوج میں لگا رہا اور آخر کار کوفہ کے اس بزرگ آدمی کے پاس پہنچ گیا جس کا نام مسلم بن عوسجہ تھا، جو لوگوں کو حضرت حسین کی بیعت پر آمادہ کر رہے تھے۔وہ سادہ لوح بزرگ اسے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے اس کا ہدیہ بھی قبول کر لیا اور اسے بیعت بھی کر لیا۔کھوج لگا کر وہ ابن زیاد کے پاس آیا اور پوری بات اسے بتا دی۔دریں اثنا حضرت مسلم بن عقیل، مسلم بن عوسجہ کا گھر چھوڑ کر ہانی بن عروہ کے گھر میں منتقل ہو چکے تھے اور آپ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھی بھیج دیا تھا کہ میرے ہاتھ پر کوفہ کے بارہ ہزار باشندے آپ کی بیعت کر چکے ہیں۔

ہانی بن عروہ کوفہ کے سرداروں میں سے ایک بڑے سردار تھے۔جب کوفہ کے سارے سردار ابن زیاد سے ملنے گئے اور ہانی بن عروہ نہ گئے تو اس نے شکایت کی کہ وہ مجھے ملنے کے لیے کیوں نہیں آئے۔لوگوں نے آپ کو خبر دی تو ہانی بن عروہ، ابن زیاد سے ملنے کے لیے چلے گئے۔جب ہانی، ابن زیاد کے پاس پہنچے تو مشہور قاضی شریح اس وقت ابن زیاد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ابن زیاد نے ہانی کو دیکھا تو قاضی شریح سے سرگوشی کی: ''اس احمق شخص کی تقدیر و قضا اسے ہمارے پاس کھینچ لائی ہے''

ابن زیاد نے ہانی سے پوچھا: مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟

ہانی نے کہا: مجھے نہیں معلوم

ابن زیاد نے کہا: ''اس غلام کو حاضر کیا جائے''

اس غلام کو پہچان کر حضرت ہانی خاموش ہو گئے اور کہنے لگے کہ: میں نے انہیں اپنے گھر نہیں بلایا تھا۔وہ از خود تشریف لائے!

ابن زیاد نے کہا! انہیں میرے پاس لے کر آؤ،

ہانی کہنے لگے کہ: خدا کی قسم، اگر وہ میرے پاؤں کے نیچے بھی ہوتے تو میں ان پر سے اپنا پاؤں نہ اٹھاتا''۔

ابن زیادہ نے حضرت ہانی کو اپنے محل میں قید کر دیا۔

جب لوگوں کو ہانی کی گرفتاری کا علم ہوا تو لوگوں نے ہنگامہ کر دیا۔ مذحج قبیلے کے لوگ قصر امارت کے دروازے پر جمع ہو گئے۔

ابن زیاد نے قاضی شریح سے کہا: ''آپ ان لوگوں کے پاس جائیں اور ان سے کہیے کہ میں نے ہانی کو صرف تفتیش اور تحقیقات کے لیے روک رکھا ہے'' اور پھر ابن زیاد نے یہ دیکھنے کے لیے کہ قاضی شریح لوگوں سے وہی بات کہتے ہیں جو انہیں کہی گئی ہے یا کوئی اور، ایک غلام کو بطور جاسوس مقرر کر دیا۔ جب قاضی شریح، ہانی کے قریب سے گزرے تو ہانی نے قاضی شریح سے کہا ''شریح! اللہ سے ڈرو، یہ ابن زیاد مجھے قتل کرنے کے درپے ہے''۔

قاضی شریح باہر نکلے، محل کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہا: دیکھو، ہانی کی جان کو کوئی خطرہ نہیں، ابن زیاد نے انہیں محض تفتیش کی خاطر روک رکھا ہے۔'' یہ سن کر لوگ منتشر ہو گئے۔

جب حضرت مسلم بن عقیل کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے ایک خاص نعرہ لگایا جسے سن کر کوفہ کے چار ہزار باشندے ان کے اردگرد جمع ہو گئے۔ حضرت مسلم بن عقیل نے انہیں باقاعدہ فوجی دستوں کے انداز میں ترتیب دیا۔ ان میں میمنہ اور میسر قائم کیا خود قلب میں رہے اور ابن زیاد کی طرف یہ لشکر روانہ ہو گیا۔

ابن زیاد نے کوفہ کے تمام سرداروں کو قصر امارت میں بلا لیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں، قوم قبیلوں کو سمجھائیں۔ انہوں نے ابن زیاد کے حکم کی تعمیل کی، جس کے نتیجے میں حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے ساتھی ایک ایک کر کے بھاگنے اور سرکنے لگے۔ شام ہوتے ہوتے چار ہزار میں سے صرف پانچ سو آدمی رہ گئے اور رات کے اندھیرے میں وہ بھی دم دبا کر بھاگ نکلے۔

حضرت مسلم بن عقیل جب تنہا رہ گئے تو وہ بھی وہاں سے نکل کھڑے ہوئے گلیوں میں پھرتے پھراتے ایک گھر کے دروازے پر رکے۔ اس گھر سے ایک عورت باہر نکلی۔ حضرت مسلم نے اس سے پانی مانگا۔ وہ پانی دے کر چلی گئی۔ پھر دیر بعد باہر آئی تو دیکھا کہ وہ ابھی وہیں کھڑے ہیں۔ اس نے ادب سے کہا کہ: اس طرح لوگ شک میں پڑ جائیں گے، آپ یہاں چلے جائیے۔ آپ نے اسے بتایا کہ میں مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ ہوں۔ کیا مجھے تمہارے ہاں ٹھکانہ مل سکتا ہے؟ اس نے بڑے ادب سے عرض کیا، ضرور آپ گھر کے اندر تشریف لے آئیے۔ اس خاتون کا بیٹا محمد بن اشعث کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے ابن اشعث کو خبر دیدی اور بن اشعث نے ابن زیاد کو۔ ابن زیاد نے عمر بن حریث مخزومی کو جو کہ کوتوال شہر تھا اور ابن اشعث کے بیٹے عبدالرحمٰن کو بھیجا کہ وہ جا کر مسلم بن عقیل کو گرفتار کرلیں۔ مسلم بن عقیل گھر میں بے خبر تھے کہ ان کے گھر کا احاطہ کرلیا گیا۔ مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو وہ تلوار لے کر باہر آئے۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث نے انہیں پناہ میں لیا اور انہیں ابن زیاد کے پاس لے گیا۔

ابن زیاد نے حکم دیا کہ مسلم بن عقیل کو قصر امارت کی چھت پر لے جا کر ان کی گردن اڑادو اور ان کی لاش بازار میں پھینک دو۔ ہانی کو ابن زیاد کے حکم پر کوفہ کے ایک محلے (کناسہ) میں لے جا کر پھانسی دیدی گئی۔ (طبری 250/5)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو جب مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کا خط ملا تو آپ 8 ذی الحجہ کو جب لوگ منیٰ میں حج کے لیے جا رہے تھے، بحالیٔ خلافت کے لیے کوفہ روانہ ہوگئے۔ قادسیہ سے تین میل کی دوری پر حر بن یزید تمیمی آپ سے ملا اور پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے؟

آپ نے فرمایا: اس شہر کوفہ جا رہا ہوں۔

حر نے کہا: آپ واپس چلے جائیے، حالات ٹھیک نہیں۔

آپ واپس لوٹ جانا چاہتے تھے لیکن مسلم بن عقیل کے بھائی کہنے لگے، ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے، ہم اپنے بھائی کا بدلہ لیں گے یا ہم بھی وہی پیالہ پی لیں گے جو مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ نے پیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرمانے لگے، تمہارے بعد میں جی کر کیا کروں گا اور پھر یہ لشکر کوفہ روانہ ہوگیا۔ راستے میں ابن زیاد کے ہراول دستے ملے تو آپ کربلا، کی طرف

مڑ گئے۔ ایسی جگہ اترے جہاں پچھلی طرف بانس کا جھنڈ اور جھاڑ جھنکار تھا۔ تاکہ دشمن صرف سامنے کی طرف سے حملہ آور ہو سکے۔

ابن زیاد نے عمر بن سعد کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے کے لیے تیار کیا۔

ابن سعد جب حضرت حسین کے پاس پہنچا تو آپ نے اس سے کہا کہ تین باتوں میں سے میری کوئی ایک بات مان لو:

1۔ مجھے چھوڑ دو کہ میں جہاں سے آیا ہوں، وہیں واپس چلا جاؤں۔

2۔ مجھے یزید کے پاس جانے دو۔

3۔ مجھے کسی سرحد کی طرف چلے جانے دو۔

عمر بن سعد نے یہ تجویز قبول کر لی اور منظوری کے لیے ابن زیاد کو بھیج دی۔

ابن زیاد نے لکھا کہ: نہیں، انہیں کوئی عزت نہ دی جائے جب تک وہ میرے ہاتھ پر بیعت نہ کر لیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیعت تو میں کبھی نہیں کروں گا اور بیعت کرتے بھی کیسے۔ نظامِ خلافت کو تلپٹ کیا جا رہا تھا۔ آپ نے ابن سعد سے جنگ قبول کر لی اور نتیجتاً خود حضرت حسین، ان کے تمام ساتھی اور حتیٰ کہ شیر خوار بچہ بھی شہید ہو گیا۔ شہداء کے سروں کو نیزوں پر لے کر یزید کے پاس بھیج دیا گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کو سلام کہ انہوں نے بحالیٔ خلافت کے لیے اپنا پورا کنبہ کٹوا دیا لیکن اسلام کے نظامِ سیاست کو غلط سمت پر مڑنے کو گوارا نہ کیا اور گوارا کرتے بھی کیسے آپ رضی اللہ عنہ کیسے جیتے جی خلافت کو ملوکیت میں بدلتے دیکھ سکتے تھے۔

ع　　خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم

نہایت اس کی حُسینؓ، ابتدا ہے اسمٰعیلؑ　　علامہ اقبال

مدیر کے نام

1 پروفیسر صفدر علی شاہ، محلّہ سمن آباد، جھنگ صدر

چند روز قبل آپ کی بے لوث محبت کا ایک اور ثبوت ''حکمت بالغہ میں اقبال شناسی'' مرتبہ ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کی صورت میں ملا۔ میں اس عنایت پر اظہار تشکر کیے بغیر نہیں رہ سکا حکمت اقبال، فکر اقبال اور اقبال شناسی کے موضوعات پر تحریر کردہ تمام مضامین و مقالات کی اس کتاب میں یک جائی کسی ارمغان سے ہرگز کم نہیں ہے۔ آپ کو اس اشاعت پر خصوصی مبارک پیش کرتا ہوں۔ آپ کی عنایت پر سپاس گزار ہوں کہ مجھے آغاز اشاعت سے ماہنامہ حکمت بالغہ کا شمارہ باقاعدگی سے گھر بیٹھے بذریعہ ڈاک مل جاتا ہے جس کی بدولت بہت کچھ پڑھنے اور سمجھنے کا موقع میسر آتا ہے۔ حکمت بالغہ کے عمومی اور خصوصی شماروں میں مختلف موضوعات پر سیر حاصل مضامین و مقالات کے مواد کے علاوہ ایک نمایاں خوبی سادہ، صاف ستھری اور عام فہم زبان ہے جو قاری کو بے حد متاثر کرتی ہے اس میں قلمکار جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں وہ منطقی اور مدلل تحریر ہوتی ہے۔ پھر یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ دینی اہمیت، سماجی ضرورت، عصری تقاضوں اور فکر اقبال کے موضوعات پر مشتمل مضامین چشم و دل کشائی کا سبب بنتے ہیں۔ خالص علمی اور فکری مضامین پر مشتمل کاوش، استقامت اور اشاعت پر آپ بلاشبہ داد و تحسین کے لائق ہیں۔ قارئین کی تعلیم و تربیت، ذہن سازی، کردار سازی اور گردش دوراں کے تقاضوں کا خوب خیال رکھتے ہیں۔

نامور ماہر اقبالیات ڈاکٹر محمد رفیع الدین کے فکر انگیز خیالات ڈاکٹر طالب حسین کے

وقیع کلمات اور آپ کے بصیرت افروز تصورات سے فرمودات اقبال کو ایک منفرد نہج مل جاتی ہے۔ یوں نقادان اور محققین اقبال کو نئے گوشوں سے متعارف ہونے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ علامہ اقبال کے حکیمانہ نظریات اور مستقبل بینی کی عملی صورت اس وقت سامنے آئی جب انھوں نے مایوس اور قعر مذلت میں گری ہوئی مسلمان قوم میں جذبہ حریت اور خودداری پیدا کر کے میدانِ عمل میں پہنچا کر عظیم مقصد کے حصول کے لیے باطل اور غاصب قوت کے سامنے سینہ سپر کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں متعدد طرز کی قربانیوں کے بعد پہلی نظریاتی مملکت وجود میں آئی۔

زیر نظر کتاب ''حکمت بالغہ میں اقبال شناسی'' میں علامہ اقبال کے فکر وفن اور حیات آفریں پیغام میں مردِ مومن کے اندر صفات الٰہیہ پیدا کر کے فلسفہ خودی اور اس کی تربیت کے مراحل کو عمدہ پیرائے میں اُجاگر کیا گیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ یورپ سے واپسی پر اقبال کی تفکراتی دنیا میں تلاطم پیدا ہوا اور فکر و فلسفہ میں عشق محمد ﷺ کا رنگ گہرا تر ہوتا چلا گیا۔ یوں جلوۂ دانش فرنگ اور لندن کی زمستانی ہوائیں بھی اس فکر کو مدھم نہ کر سکیں اس لیے اقبال کے جذبہ عشق کی نمود قرآن حکیم اور عشق رسول ﷺ کے تابع رہیں۔ اس بات کو اقبال نے کیا خوب تھا۔

گر دلم آئینۂ بے جوہر است　　ور بحرفم غیر قرآن مضمر است
پردۂ ناموس فکرم چاک کن　　ایں خیاباں را ز خارم پاک کن
روز محشر خوار و رسوا کن مرا　　بے نصیب از بوسئہ پا کن مرا

علامہ اقبال کا یہ امتیاز سمجھ میں آتا ہے کہ وہ فطرت کو اپنی بصیرت سے فکر انگیز بناتے ہوئے نظریات میں پاکیٔ عقل وخرد اور عفت قلب ونگاہ کی بدولت کشودِ قلب اور ذوقِ بینائی کی تڑپ رکھتے ہیں۔ اسی لیے جہد مسلسل اور بلندیٔ نگاہ پر زور دیتے رہے ہیں۔ بہر حال میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ فکر اقبال کے رموز اور اقبال شناسی کے فروغ کے حوالے سے یہ کتاب موجودہ اور آئندہ نسل کے لیے امید کا پیغام اور روشن راہ ثابت ہوگی۔ اس سے محققین اور نقادان ادب بھی فیض یاب ہوتے رہیں گئے۔

کتاب کے مشمولات میں تمام اہل نظر و قلم کا جذبہ اور تحریر صد آفرین ہے بالخصوص انجینئر صاحب آپ کی خوبیوں محنت، شوق، ذوق، تڑپ، لگن اور جہد کو سراہتے

ہوئے آپ کی پوری ٹیم اور محترم ڈاکٹر ہارون الرشید تبسم کو یہ کتاب منصۂ شہود پر لانے کی وجہ سے سلام نیاز پیش کرتا ہوں۔

2 سیّد مزمل حسین، میڈیا کنسلٹنٹ، اسلام آباد

امید ہے مزاجِ گرامی بخیر ہوں گے۔ عرض گزار ہوں کہ آپ کی جانب سے 'حکمت بالغہ' کے شمارے مسلسل ملتے رہتے ہیں، تہہ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ مہربانی فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کا ہر شمارہ فکری اعتبار سے خاص ہوتا ہے اور وہ حقیقت میں آپ کے اخلاص کا عکاس ہوتا ہے۔ کرونا کے بعد کی آپ کی تحریریں اور انتخاب شاندار تھے۔ آپ نے مثبت رویہ اپنایا کہ کرونا کے خطرے کو تسلیم کیا، اس کے اسباب وعوامل پر بات کی، اس کے پیچھے محرکات سے ہمیں آگاہ کیا۔ آپ نے تجاہل عارفانہ کے بجائے اس کے خطرے سے آگاہ کر کے اس سے بچنے کی بات کی، یقیناً اسے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے لیکن یہ آپ جیسے دُوراندیش لوگ تھے، جنہوں نے اس کا سامنا کرنے کا حوصلہ بڑھایا۔ مبارک باد قبول فرمائیں۔

آپ کے شماروں میں 'تصویر ایک فتنۂ عالمگیر' کے عنوان سے احسن عزیز مرحوم کی تحریریں شائع ہوتی ہیں۔ ان کے اخلاص کی قدر کرتے ہوئے اور ان کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے کہوں گا کہ تصویر کے جائز استعمال کی گنجائش پر لازماً بات کی جانی چاہیے ورنہ ہماری جملہ صحافت پیچھے رہ جائے گی۔ تصویر کا ناجائز استعمال نہیں ہونا چاہیے۔

اور آخری بات گزشتہ دنوں آپ کی جانب سے ''بھارت اور پاکستان کے مابین مذہبی، سیاسی اور نفسیاتی کشاکش کا انجام'' کتابچہ بھی ملا۔ تعریف میں بس ایک جملہ کہ بڑی چشم کشا تحریر ہے۔ باقی باتوں کو چھوڑیے، بس میرے لیے دعا کر دیجیے گا کہ آپ کے اخلاص بھری دعا کی ضرورت ہے۔ والسلام

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

تبصرہ و تعارف کتب

تبصرہ نگار : انجینئر مختار فاروقی

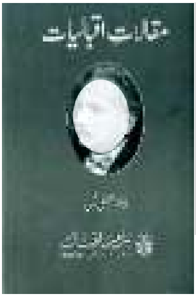

1 مقالاتِ اقبال

تالیف: ڈاکٹر شفیق عجمی

ناشر: بزمِ اقبال، 2 کلب روڈ لاہور 042-99200851

ڈاکٹر شفیق عجمی صاحب کا اقبال شناسوں میں اونچا مقام ہے اور ان کا اندازِ تحقیق و تحریر اپنے اندر ایک کشش رکھتا ہے جو قاری کو کتاب کے مطالعہ میں آگے بڑھنے پر مجبور کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک مقالاتِ اقبالیات کی اشاعت بہت اہمیت کی حامل ہے اور اس کی اشاعت کا موقع بھی پاکستان کے دگرگوں حالات میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔

مصنف نے اس کتاب کو 12 حصوں (ابواب) میں تقسیم کیا ہے۔عنوانات اور ترتیب معنی خیز اور فکر انگیز ہے۔ (1) فکرِ اقبال سے وابستگی کا بیانیہ (2) تحقیق اور اقبالیاتی تحقیق (3) ممتاز جرمن مستشرق......(4) مظفر حسین: تفہیم اقبال سے توسیع اقبال تک (5) اقبال اور فرزند اقبال (اپنا گریبان چاک کے تناظر میں) (6) مطالعہ بیاض اقبال (7) خطباتِ اقبال کی عصری اہمیت (8) اقبال اور عصری مسائل۔ایک تجزیہ (9) فکر اقبال میں اجتہاد کی اہمیت (10) اقبال کا تصور روحانی جمہوریت اور اس کے ناقدین (11) فرزند اقبال کا علمی مقام (12) آہنگ اقبال (ریڈیو پاکستان لاہور کی اہم پیشکش)

علامہ اقبال کے فکری پاکستان میں عملی تشکیل میں اُن کے لیکچرز کا اہم مقام ہے اور ان

لیکچرز کا وہ حصہ جو اجتہاد سے متعلق ہے وہ بالعموم محل نظر ٹھہرایا جاتا ہے۔ جبکہ سیکولر، لبرل اور مغرب زدہ طبقہ اسی لیکچر پر اپنا سارا زور استدلال خرچ کر دیتا ہے اور علماء دین کی اہمیت و افادیت پر لکیر پھیر دیتا ہے۔ اقبالیات میں غوطہ زنی کر کے اس مسئلے میں مسلمان عوام، دینی علماء و صوفیہ اور ملکی ناگزیر ضرورت کے درمیان ملاپ کی جلد کوئی شکل نکالنا ضروری ہے، خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ فارسی کے ایک مقولہ کا مصداق نقشہ بن جائے ''تا تریاق از عراق آوردہ شود، مار گزیدہ مردہ شود''۔

کتاب میں ڈاکٹر شفیق عجمی صاحب نے اس لیکچر پر خاص، مفید اور علمی معلومات پیش فرمائی ہیں۔ امید ہے کہ خیر خواہانِ ملت اسے مسلمانانِ پاکستان کے مسائل کے حل کا ذریعہ بنائیں گے اور ملک کو جلد از جلد خطبہ الٰہ آباد کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے تاکہ وہ اقوام عالم میں اپنا منفرد کردار کر سکے۔ کتاب اقبالیات کے طالب علموں، نوجوانوں اور احیائے فکر اقبال کے نئے کام کرنے والوں کے لیے ایک تحفہ ہے، تعلیمی اداروں کی لائبریریوں کی زینت بنی چاہیے۔ (صفحات: 191۔ قیمت 400 روپے)

2 فیضانِ نبوت ﷺ (پانچواں ایڈیشن)

تالیف: شاہد رشید

ایڈیٹر ماہنامہ نظریہ پاکستان، شاہراہ قائد اعظم لاہور

سیرت النبی ﷺ پر ہر تحریر جو سامنے آتی ہے وہ آپ ﷺ کی اکمیّلت و کاملیّت کی دلیل اور شانِ رحمت للعالمینی کا مظہر ہوتی ہے آپ ﷺ کی شانِ رحمت للعالمینی کا اصل ظہور تو اس دن ہوگا جس دن پاکستان میں فکر اقبال و فرامین قائد کے مطابق خلافت کا نظام عصر حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق (جیسا کہ علامہ اقبال نے خطبہ الٰہ آباد میں ذکر فرمایا ہے) متشکل ہو کر عالمی سطح پر پھیل جائے گا اور یوں متعدد احادیث میں وارد آپ ﷺ کے ارشادات کا مصداق بھی سامنے آ جائے گا نیز ایک عالمی جمہوری اسلامی فلاحی ریاست (جس میں عدلِ اجتماعی کا دور دورہ ہو) وجود میں آ جائے گی۔ اس وقت تک END OF HISTORY کا نعرہ فیضانِ نبوت ﷺ سے محرومی کا اظہار ہے۔

کتاب سیرت نگاری کے پہلو سے بھی کئی منفرد پہلو رکھتی ہے۔ جناب مجید نظامی مرحوم کا دیباچہ اور پروفیسر غلام سرور رانا کی تقریظ لائق مطالعہ ہیں۔ کتاب میں کئی اہم رنگدار تصاویر دی گئی ہیں جو قاری کی دلچسپی میں اضافہ کا موجب ہیں۔ کتاب 34 عنوانات کے ساتھ 217 ذیلی عنوانات کے تحت تقسیم کی گئی ہے تاکہ قاری اہم باتوں کو ذہن نشین رکھ سکے۔

جناب شاہد رشید صاحب متعدد ملکی و ملّی اداروں میں اہم عہدوں پر متمکن ہیں۔ کاش آپ کی آئندہ تحریر یا فیضانِ نبوت ﷺ کا چھٹا ایڈیشن دوقومی نظریہ اور فیضانِ نبوت، نونہالانِ پاکستان اور فیضانِ نبوت کے تقاضے، نظریہ پاکستان ٹرسٹ اور دیگر ملّی اداروں کے مقاصد کو عوامی سطح پر سمودیں ایسا نہ ہو کہ ہم پاکستان کے موجودہ استحصالی کرپٹ نظام پر بھی مطمئن ہو کر فیضانِ نبوت ﷺ کی برکتوں سے اپنے آپ کو مالامال سمجھتے رہیں۔ ایسا سمجھنا فکری کوتاہی اور فیضانِ نبوت ﷺ سے محرومی کا مظہر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانانِ پاکستان کو فیضانِ نبوت ﷺ سے جذبہ لے کر ملک پاکستان کو خطبہ الٰہ آباد کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے اور دوقومی نظریہ، فکرِ اقبال اور فرامین قائدِ اعظم کے مطابق عالمی سطح پر مقام دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ سیرت کی یہ کتاب نوجوانوں کے لیے لائق مطالعہ ہے اور لائبریریوں کی زینت بننے کے لائق ہے۔

بقیہ از ایران اور چین 'تزویراتی شراکت' کا معاہدہ

طاقتوں کے درمیان تصادم کی منطق بڑی واضح ہے: ''چین دنیا کا واحد ملک ہے جس نے حالیہ دہائیوں میں تصادم اور جبر واستبداد کی راہ اپنائے بغیر دنیا کی دوسری بڑی اقتصادی قوت ہونے کا مقام حاصل کیا ہے جبکہ امریکہ نے عراق، لیبیا، شام، یمن، صومالیہ، افغانستان اور دیگر متعدد مسلم ممالک کے خلاف غیر مصنفانہ جنگیں لڑیں جس پر چھ ٹریلین امریکی ڈالر خرچ ہوئے اور آٹھ لاکھ سے زیادہ لوگ قتل ہوئے اور کروڑوں لوگ بے گھر ہوئے ہیں۔ اب ظلم واستبداد کے بادل چھٹنے شروع ہوئے ہیں، ایک نئی صبح طلوع ہو رہی ہے۔'' الحمدللہ

فرمودۂ اقبال

جوابِ شکوہ کے دو بند

چشمِ اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری
زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری
وقتِ فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

عقل ہے تیری سپر، عشق ہے شمشیر تری
مرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تری
ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہو تو تقدیر ہے تدبیر تری
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

فرزندِ جھنگ،

لندن میں مقیم پاکستانی سکالر،

شاعر، خطیب اور ادیب

علامہ محمد فیاض عادل فاروقی

کا500 صفحات پر مشتمل شعری مجموعہ

سوزِ گُل

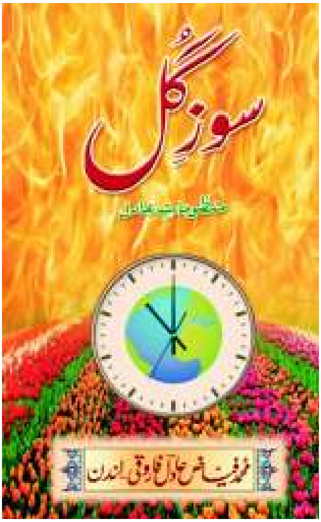

زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکا ہے

قیمت:1000 روپے

محدود تعداد میں چند نسخے رعایتی قیمت

700 روپے مع کوریئر/ڈاک خرچ

میں دستیاب ہیں

ڈاکٹر محمود حسن الٰہ آبادی مرحوم کا تبصرہ

......کلام عادل میں اتنی لذت وحلاوت ہے کہ پڑھتے وقت کسی تکان کا احساس نہیں ہوتا۔ موجودہ نعت گویوں کے مقابلے میں عادل کا نعتیہ کلام مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لیے آبِ حیات کی مانند ہے۔ علامہ عادل فاروقی انگلینڈ میں تعلیم وتبلیغ دین کا کام کر رہے ہیں۔ آپ کے پیش نظر مسلمانوں میں درآمدہ اعتقادی وعملی خرابیاں ہیں جن کی اصلاح کو وہ اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں چنانچہ آپ نے اپنے کلام میں اسلام کی آفاقی خوبیوں کے اظہار کے علاوہ مسلمانوں میں پھیلی ہوئی شرک وبدعت کی خرابیوں پر بجا طور پر نکیر بھی کی ہے۔

ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی (مدیر کوہسار) کا تبصرہ

’کلامِ عادل فاروقی میں نیا ذائقہ ہے، نئ ذہانت ہے، لسانیات کا نیا سرچشمہ ہے، تکنیک کے بنیادی عنصر کی مصوری ہے، معنویت کے موتی ہیں، نگینے ہیں اور گہری بصیرت اور باریک بینی ہے۔......کلامِ عادل، موضوعات اور بندشِ الفاظ سے انفرادی زاویۂ نظر کا پیکر، شعری لطافت ونزاکت سے مملو نئے تیور اور آہنگ کا مظہر بنتا ہے، تازہ کاری کا احساس دلاتا ہے اور آشنا لطافت کا عرفان بخشتا ہے۔

رابطہ کے لیے

قرآن اکیڈمی جھنگ

047-7630861
0336-6778561

الحمد للہ

مکتبہ قرآن اکیڈمی جھنگ

کی مطبوعات

خیریت تعلّم وتعلیم قرآن مجید اور ہماری ذمہ داریاں	16/-
جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال (1910ء۔2010ء)	240/-
یاجوج ماجوج؟	220/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ اوّل)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ دوم)	130/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (حصّہ سوم)	120/-
21 اسلامی انقلابی شخصیّات (مکمّل)	380/-
صہیونیّت قرآن مجید کے آئینے میں	425/-
10 علاماتِ قیامت حدیث مبارکہ کی وضاحت	165/-
اُمت مسلمہ کے مستقبل کی تشکیلِ نو میں اہل قلم کا رول	50/-
درسِ قرآن کی تیاری کیسے کریں؟	120/-
تعمیرِ سیرت وکردار	450/-
قرآن مجید کے حقوق	40/-
بھارت اور پاکستان کے مابین مذہبی، سیاسی اور نفسیاتی کشاکش کا انجام؟	65/-
بصری مشاہدہ ونظری حقیقت	170/-